وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ
إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ القرآن

دارالعلوم حقانیہ کا علمی و دینی مجلہ

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے — جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا — سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
شہادت ہے مقصود و مطلوب مومن — نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

خصوصی شمارہ

ماہنامہ

الحق

اکوڑہ خٹک

مدیر مسئول
مولانا سمیع الحق

نظام خلافت راشدہ کی نشاۃ ثانیہ کی علمبردار تحریک

تحریک طالبان

1996 ستمبر

اے بی سی آڈٹ بیورو آف سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ اکوڑہ خٹک

الحق

جلد ۔۔۔ ۳۱
شمارہ ۔۔۔ ۱۲
جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ
ستمبر ۱۹۹۶ء

بانی: حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ
مدیر: عبدالقیوم حقانی

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی
ناظم ۔ شفیق فاروقی

ایگزیکٹو ایڈیٹر: حافظ راشد الحق سمیع

فون ۶۳۰۳۴۰ - ۰۵۲۲۱

اس شمارے کے مضامین

پاکستان میں سالانہ ۱۲۰/- روپے فی پرچہ ۱۲/- روپے بیرون ملک بحری ڈاک ۱۶/- پونڈ بیرون ملک ہوائی ڈاک ۱۲۰/- ڈالر

سمیع الحق استاذ دارالعلوم حقانیہ نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع کیا

نقش آغاز

تحریک طالبان
اکیسویں صدی میں نظام خلافت راشدہ کے علمبردار !!

؎ یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے

کچھ عرصہ پہلے افغانستان کے علاقہ قندہار سے جو تحریک چند بوریا نشین دینی طالب علموں نے بے سروسامانی اور کسمپرسی کے عالم میں شروع کی تھی۔ ظلم و جبر بدامنی استحصال لوٹ مار بداخلاقی و بدکرداری اور دیگر غیر شرعی کاموں کے استیصال اور ابلیسی و طاغوتی قوتوں اور خلقی و پرچمی اور کمیونسٹوں کی ریشہ دوانیوں کو ختم کرنے کیلیے، اور سولہ سالہ عظیم الشان تاریخی جہاد کے ثمرات کو ضائع ہونے سے بچانے کیلیے میدان کارزار میں نکل پڑے تھے۔ تو کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی۔ کہ یہ لوگ کل اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے معمار اور اکیسویں صدی میں نظام خلافت راشدہ کے علمبردار ہوں گے۔ اور افغانستان میں جہاد کے بعد پھیلے ہوئے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں روشنیوں کے سفیر اور رشد ہدایت کے مہتاب اور نور کے مینار ثابت ہونگے۔ اور یہ نادار اور غریب بے سہارا پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس طلبہ مملکت اسلامی افغانستان کے امیر والی قضاۃ گورنر عظیم جرنیل کمانڈر اور عالم اسلام کے مثالی حکمرانوں عمر بن عبدالعزیز محمود غزنوی قطب الدین ایبک شہاب الدین غوری سلطان محمد فاتح اور نگزیب عالمگیر اور احمد شاہ ابدالی کے حقیقی جانشین ہونگے۔

سرزمین افغانستان جو بدقسمتی سے جنگ وجدل قتل و قتال غیر ملکی تسلط اپنوں کی ریشہ دوانیوں اور نادانیوں اور عالمی استعماری قوتوں کی سازشوں کی آماجگاہ بنی رہی۔ اور آہن و بارود کی بارش اس زرخیز و مردم خیز خطہ پر لگاتار ہوتی رہی۔ یہاں تک بالآخر رب ذوالجلال کو اس سرزمین پر رحم آہی گیا۔

اور رب کائنات نے اس شورش زدہ سرزمین سے ان قدسی صفات اور قرون اولیٰ کے یادگار ان دینی مدارس کے طلبہ کا پردہ غیب سے انتخاب فرمایا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے آندھی اور طوفان کیطرح نہ صرف افغانستان میں بلکہ پورے عالم میں ان کے کارہائے نمایاں کی دھوم مچ گئی۔ اور ان خاک نشین جوانوں کے خوف سے سپر پاور امریکہ اور دیگر استعمار قوتیں پریشان نظر آنے لگیں۔ کہ ان چند ناتجربہ کار بے سروساماں سرپھروں کفن بردوش قلندروں موجودہ دور کے تقاضوں اور سیاسی اتار چڑھاؤ سے نابلد طلبہ نے شجاعت و بہادری عزیمت اور نظم و نسق کے وہ وہ مظاہرے دکھائے کہ عقل انسانی دنگ رہ گئی۔ اور امارت اور صداقت کا وہ سبق یاد دلایا۔ جو رہتی دنیا تک یادر ہیگا۔

؎ سبق پھر پڑھ صداقت کا شجاعت کا عدالت کا لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

بعض لوگوں کا خیال تھا۔ کہ پاکستان کی آئی ایس آئی یا اس کے وزیر داخلہ کی اشیر باد اس تحریک کو حاصل ہے۔جہاں تک اس بات کا تعلق ہے۔ تو یہ بات کسی سے مخفی اور پوشیدہ نہیں۔ جناب بابر صاحب کا دینی اور اسلامی تحریکوں اور دینی طلبہ اور مدارس کے ساتھ کیسا اور کس قسم کا رویہ رہا ہے۔اس قسم کی سوچ رکھنے والے افراد کی عقل پہ ماسوائے ماتم کے اور کیا کیا جا سکتا ہے۔اور کسی نے اس تحریک کے ڈانڈے سی آئی اے اور امریکہ سے جوڑنے کی ناکام کوششیں کیں۔ سبحان اللہ کہاں امریکہ اور کہاں نظام خلافت راشدہؓ حدود و تعزیرات قصاص و دیت قرآن و سنت کے قانون کا اجراء اور اسلامی بنیاد پرستی و فنڈ مٹلزم کیلیے تگ و تاز۔ع جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی ؟؟
ان عقل کے اندھوں مخبوط الحواس اور طاعون زدہ سوچوں کے ایسے حامل افراد کو ہم معذور سمجھتے ہیں۔اور ان کے بکواسات و خرافات اور میزوں پر بنی خودساختہ رپورٹوں، جھوٹے پروپیگنڈوں اور افواہوں کی پرکاہ کے برابر کوئی حقیقت نہیں۔ ؎

شیشے کے گھر میں بیٹھ کے پتھر ہیں پھینکتے
دیوار آہنی پہ حماقت تو دیکھئے

لیکن یہ مجاہدین ان تمام منفی پروپیگنڈوں سے بالاتر ہو کر کسی کے دام تزویر میں نہ آئے نہ کسی کو خاطر میں لائے۔ اور بڑھے اور مزید بڑھتے گئے۔ راستے میں جو بھی سنگ گراں نظر آیا اس کو ٹھوکر ماری۔اور مشکلات کی جتنی دیواریں راستے میں حائل ہوتی رہیں۔ان کو گراتے رہے سازشوں کے جتنے بھی مکروہ جال ان کے خلاف بنے گئے وہ تار تار کرتے رہے۔دشت و صحراؤں اور دریاؤں کو عبور کیا۔طالبان را خشکی راہ نیست۔

؎ میں ہوں وہ آتش قدم جس سے پگھلتے ہیں پہاڑ
موم ہو جاتا ہے جو آتا ہے پتھر زیر پا

طالبان تحریک کے خلاف آج پوری دنیا میں پروپیگنڈہ مہم عروج پر ہے۔ مغربی اور صیہونی پریس و دیگر ذرائع ابلاغ اور الیکٹرانک میڈیا اپنے تمام تر شیطانی وسائل کے ساتھ ان معصوم طلبہ اور امن کے علمبرداروں کے خلاف صف آرا نظر آتے ہیں۔امریکہ اقوام متحدہ اور دوسری ابلیسی قوتیں سازشوں کے جال بچھا رہے ہیں۔ کہ کسی طرح اور کسی صورت میں بھی اس شورش زدہ خطہ میں امن و امان، اسلامی نظام حقیقی معنی میں قائم نہ ہونے دیا جائے۔اسی طرح بھارت ایران اور پاکستان اور وسط ایشیا کے بعض ممالکؑ اور اس پر طرہ یہ کہ دوست نما بعض دشمن صلح و آشتی کے مقدس آڑ اور نقاب میں اس مٹھی بھر لشکر اسلام کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں لیکن کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ ○

؎ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا۔

خصوصاً بھارت کو طالبان تحریک سے کئی طرح کے خطرات کا سامنا ہے
کیونکہ کشمیر کی آزادی کا مین پاور ہاؤس افغان مجاہدین ہی ہیں۔اور یہیں سے ایمانی کرنٹ اور جہادی سپرٹ فراہم ہوتی ہے۔اسی لیے تو بھارت بھرپور طریقے سے ربانی اور حکمت یار صاحب کی حکومت کو فوجی دفاعی اور عسکری سازوسامان ٹیکنالوجی اور تربیت یافتہ پائلٹ اور انجینئر مہیا کر رہا ہے اور پاکستانی حکمران جو کہ امریکہ کے ہتھوٗ گماشتے

کٹھ پتلیاں اور زر خرید غلام ہیں۔ وہ بھی کسی صورت یہ نہیں چاہتے۔ کہ ہمسایہ اور قریبی سرحدی ملک میں خالص اسلامی نظام قائم ہو۔ اور یہ ملک امن و امان اور اسلامی شریعت مطہرہ و نظام خلافت راشدہ کا گہوارہ اور مرکز بنے۔ کیونکہ منطقی طور پر اور جغرافیائی لحاظ سے اس کے اثرات ملحقہ قبائلی علاقوں اور ایجنسیوں میں بسے ہوئے اسلام کے شیدائی عوام پر پڑیں گی۔ بلکہ پورا ملک اور خصوصاً صوبہ سرحد اور بلوچستان کے باسی اس کی لپیٹ میں آئیں گی۔ اور اس کے ساتھ پاکستان میں مذہبی جماعتوں اور دینی مدارس کو ایک موثر اور مضبوط حکومت اور پلیٹ فارم میسر آئیگا۔ چونکہ طالبان تحریک کی حقیقت اور ماہیت تو ہمیں معلوم تھی۔ لیکن اس کے خلاف متذکرہ بالا قوتوں نے جو غلیظ اور مکروہ ترین پروپیگنڈہ کیا تھا۔ جس کی لپیٹ میں اچھا خاصا پڑھا لکھا اور سنجیدہ طبقہ بھی آ گیا۔ اور پھر اخبارات میں طالبان تحریک کے بارے میں بعض صحافی حضرات نے نادانستہ اور بعض نے دانستہ طور پر زہر اگلنا شروع کر دیا۔ ضرورت اس بات کی تھی۔ کہ ان لوگوں کے سامنے اس کی حقیقت واضح کیجائے۔ اور اس خدائی تحریک کے مقاصد و مطالب ان کے سامنے واشگاف ہوں۔ اور ان کے وسائل اور طرز حکومت کو قریب سے دیکھا جائے۔ کیونکہ لیس الخبر کالمعاینۃ اور عین الیقین حاصل ہو جائے۔ چنانچہ اسی مقصد کی خاطر والد محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ملک کے نامور صحافی علماء، دانشور اور وکلاء کا ایک وفد لیکر قندہار روانہ ہوئے تا کہ عالم اسلام اور پاکستانی قوم کو باخبر رکھنے کے ساتھ ان مزموم پروپیگنڈوں کے آگے سد سکندری باندھا جائے۔

راقم بھی اس وفد میں شریک رہا۔ اور وہاں کے حالات و مشاہدات کا تجزیہ اپنی بساط کے مطابق کرتا رہا۔ تا کہ قارئین الحق بھی مزید نئے معلومات اور حالات سے آگاہ ہو جائیں۔ چنانچہ اس خصوصی شمارہ میں طالبان تحریک کے قائدین کے انٹرویوز اور خطاب اور بعض خصوصی تجزیے اور مضامین شامل اشاعت ہیں۔

طالبان کی اکثریت الحمد للہ عمومی اور خصوصی طور پر حقانیہ کے ساتھ بالواسطہ یا بلاواسطہ وابستہ ہیں۔ اور اکثر اعلیٰ عہدوں اور رہائی کمان پر والی۔ گورنر قضاۃ اور دیگر اہم عہدوں پر یہ لوگ متمکن ہیں۔ یہ طالبان تحریک کی کرامت ہے۔ یا خصوصیت۔ کہ الحق نے اپنے یوم تاسیس سے لیکر اب تک ان اکتیس برسوں میں سوائے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہ کے خصوصی نمبر کے علاوہ اور کوئی خاص شمارہ نہیں نکالا ہے۔ یہ گویا مادر علمی کیطرف سے اپنے مایہ ناز فرزندوں کیلیے نادر تحفہ اور ہدیہ ہے۔

محترم قارئین ! طالبان کی حکومت جو کہ صرف اور صرف اللہ کی نصرت اور امداد سے چل رہی ہے۔ اس کی ایک جھلک ہم نے قندہار اور ہرات میں دیکھی ہے۔ اور جس کامیابی اور سلیقے سے انہوں نے عنان حکومت سنبھالی ہے اور اپنی مقدس سرزمین پر اللہ تعالیٰ کا نظام نافذ کیا ہے۔ اور جنہوں نے مثالی امن و امان قائم کر کے دنیا کو انگشت بدنداں کر دیا ہے۔ اور جس سرزمین پر برسوں کے ظلم وستم و بربریت کے اندھیرے چھائے ہوئے تھے۔ وہاں اسلامی شریعت مطہرہ کی ایسی شمعیں روشن کرائیں کہ وہ تاریکیاں سب کافور ہو گئیں۔ اور ظلمتوں کے سینوں کو چیر کر ایک نئی صبح امید طلوع ہوئی۔

شب گریزاں ہو گی آخر جلوہ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توحید سے

اس تحریک کے روح رواں امیر المؤمنین جناب مولانا محمد عمر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے کچھ عرصہ پہلے اپنے چند جان

سپاروں کے ہمراہ ان طاغوتی قوتوں اور جہاد اور خون شہداء کے ساتھ غداری کرنے والے غاصبوں کیخلاف علم جہاد بلند کیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک لشکر جرار تیار ہو گیا۔ اذا جآء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔

ہجوم کیوں ہے زیادہ "شراب خانے" میں۔
فقط یہ بات کہ "پیر مغاں" ہے مرد خلیق

ہوں نے سپین بولدک کے باڈر سے لیکر ترکستان کی سرحد تک اور اس کے ساتھ غزنی گردیز خوست جلال آباد مان کونڑ پکتیا غور فراہ نیم روز اور مقر وغیرہ کے دو تہائی افغانستان کو ان شرپسند قوتوں کی چنگل سے نجات دلادی۔
اور اب ان انیس صوبوں کا نظام و کمان اس عسکر مصطفےٰ کے ہاتھوں میں ہے۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔
اور ان کی برق رفتار شاندار کامیابیوں کا سلسلہ تاہنوز جاری وساری ہے۔ اور اب طالبان کے بوٹوں کی ٹاپیں اور نعرہ ہائے تکبیر کابل اور سروبی اور شمالی علاقہ جات میں سنائی دے رہی ہیں اور ان پہ آخری دستک دینے کیلیے تیار کھڑے ہیں۔

دونیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

آج افغان عوام کے دلوں میں ان کی مقبولیت محبوبیت اور اہلیت کا یہ عالم ہے کہ ان کے استقبال کیلیے پہلے ہی سے اپنے گھروں پر سفید پرچم لگائے جاتے ہیں۔ یہ اصل کامیابی اور فتح و کامرانی کی دلیل ہے کہ قلوب اور دلوں پر حکمرانی کیجائے۔

جو دلوں کو فتح کرے وہی فاتح زمانہ

اور طالبان کو اپنے نجات دہندہ شہدا کی قربانیوں کے امین اپنے آرزؤں اور خوابوں کی تعبیر اور حکومت کے اصل وارثین اور حقدار سمجھکر اپنے علاقوں کے نظم و نسق سنبھالنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ جس سے یہ نام نہاد ربانی حکمتیار گٹھ جوڑ والی حکومت لرزہ براندام اور پریشان ہے۔
اس تناظر میں یہ باتیں بھی پھیلائی جارہی ہیں۔ کہ اس عظیم الشان جہاد کو سبوتاژ کرنے کیلیے اقوام متحدہ امریکہ اور بالخصوص پاکستان سابق شاہ ظاہر شاہ جو گزشتہ بیس سالوں سے اپنے عوام کو روسی بھیڑیئے کے رحم و کرم پر چھوڑ کر یورپ کو دم دبا کر بھاگ گئے تھے۔ اس کو دوبارہ لانے اور تخت کابل پر براجمان کرانے کیلیے تگودو جاری ہے لیکن زنہار طالبان تحریک مغرب کی ایسی تمام کٹھ پتلیوں اور بے بس مہروں کو مسلط کرنے کی ہر کوشش ناکام بنادیگی۔
آج امریکہ اور یورپی ممالک اکیسویں صدی میں داخلے کیلیے نیو ورلڈ آرڈر، اور سائنس وٹیکنالوجی کے ساتھ فخریہ انداز میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ جبکہ عالم اسلام ابھی تک انتہائی مایوسی کے عالم میں سرگرداں اور پریشان تھا۔ کہ آخر ہم ہویں صدی کو کیا سوغات دیں۔ الحمدللہ کہ اللہ تعالی نے پردہ غیب سے انتظام فرما کر مشرق ہی کے افق سے ایک اور خورشید تاباں کو نمودار فرمایا۔

اٹھ دیکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

جس کی ضیاء پاشیوں اور تپش سے صدیوں سے سوئے ہوئے غافل اور خوابیدہ مسلم نے انگڑائی لی۔ ورنہ ہم تو پستیوں،

ناکامیوں، ذلت اور رسوائیوں کی اتھاہ گہرائیوں میں ایسے گرے ہوئے تھے کہ ان سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی۔ ان بوریا نشین اور مردان باصفا و خود آگاہ نے اپنی مومنانہ کردار اور جراءت رندانہ سے مسلمانوں کی عظمت کو بڑھایا اور ان کو تحت الثریٰ سے اٹھا کر بلندیوں کے افق اعلیٰ اور اوج ثریا پر پہنچا دیا۔ اس گئے گزرے دور میں نظام خلافت راشدہ کا قیام اور نفاذ جس کا تصور بھی ہماری زندگیوں میں تقریباً محال تھا۔ کل جب کوئی تاریخ افغانستان پر قلم اٹھائے گا۔ تو اس تحریک اور اس کے مافوق العقل کارناموں کو انشاءاللہ سنہرے الفاظ میں لکھے گا۔ اور یقیناً تحریک طالبان کا یہ زرین باب افغانستان کے تمام سابقہ ادوار پر بھاری ہوگا۔ "شاہوں" پر بھاری، سپر طاقت سویت یونین کی فوجی حکومت پر بھاری اس کی کٹھ پتلی حکومتوں پر بھاری "ڈاکٹروں" "پروفیسروں" اور "انجینئروں" کی حکومتوں پر بھاری اتنا کہ تمام سابقہ حکومتوں کا پلڑا ایک جانب اور دوسری طرف تنہا "مٹھی بھر طالبان" کا وزن بھاری۔

آج اپنے اسلاف کی درخشاں تاریخ دہرانے اور ستاروں پر کمندیں ڈالنے کے لیے نوجوانان اسلام کمربستہ ہوئے ہیں۔ دنیا کو یہ بتانے کے لیے کہ آج عالم کو نیو ورلڈ آرڈر کی نہیں بلکہ نظام خلافت راشدہ قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

احمد شاہ ابدالی کے شہر قندہار کے ریگزاروں سے جو طوفان اٹھا ہے اس سے مسلمانان برصغیر کو ایک نئی روح ملنے گی اور ملی ہے۔ اور گویا تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ سلطان غزنوی کے جان نثار فرزند اپنے وقت کے بڑے بڑے سومنات گرا رہے ہیں۔

اے خاک نشینو اٹھ بیٹھو وہ وقت قریب آ پہنچا ہے
جب تخت گرائے جائیں گے جب تاج اچھالے جائیں گے

آج اگر یہ بات کہی جا رہی ہے تو یقیناً مبالغہ آرائی نہیں ہوگی۔ کہ یہ لوگ انشاءاللہ وہ خلافت راشدہ قائم کر کے رہیں گے۔ جس کیلیے صدیوں سے مسلمان چشم براہ تھے اور کان جس نوید اور مژدے کو سننے کیلیے بے قرار تھے۔ سینوں میں بے چین قلوب پریشان دھڑکنوں سے جس کا انتظار کر رہے تھے۔ صدیاں زمانے اور قرون جس اسلامی تہذیب و تمدن اور جس خدائی دستور و قانون کیلیے بے تاب تھیں۔ وہ گھڑی آپہنچی۔

اے صبح میرے دیس میں تو آ کے رہیگی
روکیں گے تجھے شب کے طرفدار کہاں تک

آج علامہ جمال الدین افغانی کی بے چین و مضطرب روح کو قرار آ ہی گیا۔ جس منزل کے حصول کے لیے انہوں نے عمر بھر صحرانوردی کی۔ اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلیے حضرت سندھیؒ جو مختلف قوموں کے مردہ ضمیروں کو جھنجھوڑتے رہے۔ اور جس بوٹے کی آبیاری انہوں نے کی تھی۔ آج افغانی ہی کے دیس میں وہ بار آور اور ثمر بار درخت بن گیا ہے۔ علامہ اقبال کے خواب آج سرزمین افغانستان میں شرمندہ تعبیر ہو رہے ہیں۔ اور وہ عقابی روح اور ستاروں پہ کمندیں ڈالنے والے نوجوان طالبان کی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ جس مسلم اور محکوم قوم کو عمر بھر پکارتے رہے جھنجھوڑتے رہے للکارتے رہے۔ اور جس اسلامی روح کو مسلم نوجوانوں میں پھونکنا چاہتے تھے اور جس تمنا کے حصول کیلیے انہوں نے اپنی تمام توانائیاں صرف کر ڈالی تھیں۔ اور اکابرین دیوبندؒ نے جس مشن کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا تھا۔ آج ان کی یہ آرزو اور ان کا یہ مشن قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہ کے عظیم مجاہد شاگردوں اور جانبازوں نے عملاً کر دکھایا۔ آج ام المدارس دارالعلوم حقانیہ کے جان نثار

فرزندوں نے کتاب الجہاد اور قانون اسلام
پڑھتے پڑھتے اس کو عملی جامہ میں دنیا کے سامنے پیش کیا ۔ اور اب نظام خلافت راشدہ کا عملی نفاذ ان کے
زیر کنٹرول انیس صوبوں میں ہو چکا ہے ۔

انا فتحنا لک فتحا مبینا

نصر من اللہ و فتح قریب و بشر المؤمنین ○

قارئین کرام ! طالبان تحریک کی مقبولیت اور ان کے کارہائے نمایاں کو دیکھ کر میرے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا ۔
کہ اے کاش تمام عالم اسلام اور بالخصوص اپنے ملک پاکستان میں بھی ایسی تحریک بپا ہو جائے جس میں یونیورسٹیز
اور دینی مدارس اور کالیجز کے نوجوان یک قدم، یک زبان ہو کر اپنے اس مظلوم و مجبور عوام و ملک کو ان ظالم اور
درندہ صفت حکمرانوں، سیاستدانوں اور مغربی استعمار کے گماشتوں سے آزاد کرا دیں ۔
پاکستان اور اسکے عوام گزشتہ پچاس سالوں سے غلام اور محکوم ہوتے چلے آرہے ہیں ۔ انگریزوں کا قانون یہاں پر نافذ
ہے اور مغربی جمہوریت کے نام پر ہمیں دھوکہ دیا جارہا ہے ۔ اس تناظر میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ الیکشن اسمبلیاں
ہمارے مسائل کا حل نہیں ہیں ۔ آج پوری قوم منتظر ہے کہ کہیں سے تحریک طالبان جیسی خدائی تحریک اٹھے اور
جو کہ سیاست کی آلودگیوں، تعصبات اور فرقہ واریت سے بالکل پاک اور مبرا ہو تو اس کے لیے ایک ہی راستہ ایک ہی
حل اور ایک ہی فارمولہ ہے ۔ اور وہ ہے انقلاب ۔ انقلاب ۔ اسلامی انقلاب ۔ اور جہاد ۔
تب ہی ہم منزل مقصود سے بغل گیر ہو سکتے ہیں ۔ اور دنیا میں آزاد کہلائے جا سکتے ہیں ۔ کرپشن اور دیگر
لاتعداد برائیوں اور فحاشی اور بے دینی کا خاتمہ ہو سکتا ہے ۔ اور ان درندوں سے خلاصی ہو سکتی ہے آج ہے کوئی مرد شجاع
ہے کوئی مرد مسیحا اور ہے کوئی رجل رشید جو من انصاری الی اللہ کا نعرہ مستانہ لگائے ۔ اور جواب میں نیل کے ساحل
سے لے کر تابخاک کاشغر کے فدائین نوجوان نحن انصار اللہ کہہ کر عالم اسلام کو مغرب پرست حکمرانوں سے
نجات دلا دیں ۔ رب انی مغلوب فانتصر الآیہ ۔

لہ دعوۃ الحق
تحریک طالبان افغانستان کا ادنی خادم
راشد الحق (16-9-1996)

قارئین سے گذارش

تمام قارئین سے گذارش ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت اپنا
خریداری نمبر، حوالہ نمبر، تبادلہ نمبر ضرور تحریر کریں ۔ ورنہ ادارہ
جواب دینے سے معذور ہوگا ۔ (شکریہ)

مولانا حافظ قاری سعید الرحمٰن سعید شہید اور مولانا شیر عالم حقانی شہید کی شہادت

محترم قارئین کرام! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ان دنوں افغانستان میں طالبان انتہائی جواں مردی بہادری اور جفاکشی کے ساتھ جہاد میں مشغول ہیں۔ اور برق رفتاری کے ساتھ غاصبوں سے اپنی سرزمین آزاد کر رہے ہیں۔ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اپنے خون کا نذرانہ بارگاہ ایزدی میں پیش کر رہے ہیں۔ چنانچہ 12 ستمبر 96ء جمعہ کی شب جلال آباد شہر کی تاریخی فتح کے بعد دارالعلوم حقانیہ کے سینکڑوں طلبہ شہر کی حفاظت کے لئے افغانستان تشریف لے گئے۔ انہیں نوجوانوں میں سے دورۂ حدیث شریف کے دو طلباء نے جام شہادت نوش کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جناب مولانا حفظ قاری سعید الرحمان سعید ایک عظیم مجاہد محنتی طالب علم پرہیز گار متقی اور اپنے اساتذہ کے انتہائی تابع فرمان اور خدمت گزار تھے۔ چہرے پر ہر وقت بشاشت اور تبسم کے آثار نمایاں ہوتے۔ تو جوں ہی آپ کی شہادت کی الم ناک اور درد ناک اور درد انگیز خبر دارالعلوم حقانیہ کو پہنچی۔ تو تمام اساتذہ اور طلبہ پر یہ خبر ایک صاعقہ بن کر گری۔ اور تمام دارالعلوم پر گویا سکتے کا عالم طاری ہوگیا۔ بندہ کے لئے تو آپ کی شہادت کا سانحہ اپنے ذاتی سانحے سے کسی طور بھی کم نہیں۔ کیونکہ شہید موصوف گذشتہ پندرہ سال سے میرے ہم درس ہم سبق اور حفظ قرآن سے لیکر دورۂ حدیث تک۔ ساتھی چلے آرہے تھے۔ آگرچہ ان کا گھر دارالعلوم حقانیہ کے قریب ہی مہاجر کیمپ میں تھا۔ لیکن آپ کا زیادہ وقت دارالعلوم ہی میں بسر ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ تعطیلات رمضان میں بھی دارالعلوم ہی میں مقیم رہتے۔ شہادت کی رات آپ جلال آباد ایئرپورٹ کی حفاظت پر مامور تھے۔ اور دشمن کے ممکنہ حملہ کے پیش نظر آپ اور مولوی شیر عالم شریک دورۂ حدیث کے ساتھ نگرانی کر رہے تھے۔ کہ اچانک بم دھماکے ہوئے دونوں موقع پر ہی شہید ہوگئے۔ اور اپنے مقدس اور پاکیزہ خون سے اپنی سرزمین کی حنا بندی کی۔ دارالعلوم حقانیہ کے یہ قابل فخر مایہ ناز سپوت اور اپنے وقت کے قاسم و محمود طارق و موسیٰ اور سلطان ٹیپو جیسے اوصاف کے حامل فضلاء طلبہ اور علماء گذشتہ اٹھارہ برسوں سے قربانیوں پر قربانیاں دیتے چلے آرہے ہیں اور انہوں نے جو کردار ادا کیا ہے اور کر رہے ہیں وہ تاریخ کا ایک زرین باب ہے۔ جس کا اقرار ماسکو ریڈیو بار بار کرچکا ہے اور دوست ہیں یا دشمن وہ تمام اس بات کے قائل ہیں۔ دارالعلوم حقانیہ کو اس بات پر فخر ہے کہ اس کے فرزند مصنفین مدرسین سیاستدان پارلیمنٹرین مفتین قضاۃ اور خطباء کے ساتھ غازی مجاہد اور راہ خدا میں جان کا نذرانہ دینے والے شہداء بھی ہیں۔

اس میکدۂ علم و دانش سے سینکڑوں تشنگان علم و معرفت کی آب حیات پیتے رہے انہیں میں سے جناب سعید الرحمان حقانی و جناب شیر عالم حقانی بھی سیراب و مخمور ہو کر جہاد کے نشے سے سرشار ہوکر نکلے۔ اور حقانی شہداء کی طویل فہرست میں اپنی جگہ بنالی۔ نماز جمعہ کے بعد دارالعلوم کے اساتذہ اور طلبہ نے اپنے شہید بھائی کی رنگین لاش کو تاصبح قیامت آہوں اور سسکیوں کے ساتھ الوداع کہی۔ اور تمام حاضرین نے شہادت دی۔ کہ اے خداوند کریم گواہ رہنا۔ تیرے دین کی سربلندی اور تیری رضا کے لئے ہم یہ معصوم اور فرشتہ صورت طالب علم زمین کی گود کو سپرد کر رہے ہیں۔ ان کے پاکیزہ خون اور پاکیزہ جذبے کی لاج رکھنی ہے۔ اور اب اس لہو کی آبرو رکھنی ہے۔ غمزدہ ماؤں نے اپنے جگر گوشے قربان کئے ہیں۔ ان کو ضائع نہ ہونے دینا ہے۔ اور اے روح محمدؐ تیری امت میں اب بھی حیدر کرار اور رسم شبیری ادا کرنے والے موجود ہیں۔ جو تیرے دین کی کھیتی کو مسلسل اپنے خون سے سیراب کر رہے ہیں۔

سلام اس ذات پر جس کے پریشاں حال دیوانے
سنا سکتے ہیں اب بھی خالد و حیدر کے افسانے

وقت کے نمرودوں کو ہم خبردار کر رہے ہیں کہ ابھی ابراہیم کا ایمان زندہ ہے بدر و حنین کی تاریخ اب بھی دہرائی جاسکتی ہے اپنے اسلاف کی طرح اخلاف بھی درخشندہ کارنامے سرانجام دے سکتے ہیں۔ مادر علمی حقانیہ کی گود ابھی ہری بھری ہے اور اسلام کی حفاظت کے لئے اس قلعے میں کئی لشکر کے لشکر جواں اور پل رہے ہیں۔ عقابی روح زندہ ہے وقت کے کرگسوں کے شکار کے لئے۔

جناب حافظ سعید الرحمان اور جناب مولوی شیر عالم نے اپنا مقام اور اپنی منزل پالی ہے اور ہم تو صرف "اک تمنائے خام اور شہید آرزو" ہی ہیں۔ اور اپنے بارے میں صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ ؎

گلگونہ عارض ہے نہ ہے رنگ حنا تو
اے خوں شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء

تقریر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ، نے دورہ افغانستان کے دوران قندھار میں تلامذہ اور تحریک طالبان کے قائدین اور امیر المومنین حضرت ملا محمد عمر صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی موجودگی میں جو پر اثر خطاب فرمایا تھا وہ نذر قارئین ہے ۔ (ادارہ)

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض

تحریک طالبان کی سپریم قیادت نے قندھار پہنچنے پر 21 اگست صبح دس بجے حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اور ان کے وفد کے لئے ایک تقریب کا اہتمام کیا جس میں طالبان کے امیر المومنین ملا محمد عمر مدظلہ مرکزی قائدین پانچ صوبوں کے والی اور مجلس شوریٰ کے سپیکر مولانا محمد حسن ولایت قندھار کے والی مولانا محمد حسن حقانی رحمانی خارجہ امور کے انچارج ملا محمد غوث اور تحریک کے اکثر سرگرم رہنما موجود تھے تلاوت کلام پاک کے بعد مولانا سمیع الحق نے حسب ذیل جامع اور اثر انگیز خطاب کیا جس کے بعد امیر المومنین ملا محمد عمر مدظلہ کا مختصر خطاب ہوا دونوں تقاریر ٹیپ ریکارڈ کے مدد سے پیش کئے جا رہے ہیں۔

عزت مآب امیر المومنین حضرت ملا محمد عمر صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور میرے تمام بزرگو، طلباء کرام اور معزز بھائیو!

بڑی جستجو وتمنا کے بعد اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ میں اور میرے ساتھ علماء مشائخ اور پاکستان بھر کے دانشور وکلاء اور صحافی حضرات یہاں پہنچے ایک ایسی سرزمین پر ہمیں سانس لینے کا موقع ملا ہے۔ جہاں پر اللہ تعالیٰ کا قرآن اور اسلامی نظام نافذ کرنے کا عمل جاری ہے۔ نیک اور صالح لوگوں سے ہمیں یہاں مل بیٹھنے کا موقع ملا ہے۔ یہ آزاد علاقہ ہے جہاں کسی بھی غیر ملکی قوت کا تسلط نہیں ہے۔ بلکہ طالبان ہی اس نظام کو آگے چلا رہے ہیں۔

طویل اور صبر آزما، جدوجہد کی جو جنگ افغان قوم نے لڑی۔ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ایک سپر طاقت کے خلاف جہاد کیا۔ 15 لاکھ مسلمانوں نے جان کا نذرانہ پیش کیا اور شہید ہوئے۔ انہوں نے ایسی بے نظیر قربانی دی ہے کہ عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے اس جدوجہد کا اس قوم کو بہترین ثمرہ ملنا چاہئے

تھا۔ تمام عالم اسلام اس ثمرہ کا منتظر تھا۔ اور ثمرہ یہی ہونا چاہئے تھا کہ ملک میں نفاذ شریعت اور امن قائم ہوتا۔ یہاں یہ اسلامی نظام کا منظر سامنے آتا۔ اور اس کے اثرات تمام ملت پر مرتب ہوتے۔ مگر ہوا کیا؟ اب جو ثمرہ آپ کے سامنے ہے۔ اس سے تمام امت مسلمہ پریشان ہے۔ کہ قربانیاں کدھر گئیں۔ 15 لاکھ شہداء کی قربانی کے بعد پوری ملت ارشاد ربانی حتی اذا استیئس الرسل الایہ کی کیفیت میں مبتلا تھی کہ یا اللہ اتنی قربانی کے بعد بھی نقد ثمرہ مرتب نہیں ہوتا اور اسلامی نظام نافذ نہیں ہوتا تو کیا بنے گا۔ دلوں میں درد و غم کی ایک کیفیت تھی۔ اور ایک اضطراب تھا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کو رحم آہی گیا اور طالبان کی صورت میں امید کی کرن پیدا ہوئی۔

حضرات گرامی! جہاد افغانستان کے ساتھ ہمارا تعلق ابتداء سے ہے۔ تمام دینی مدارس بالعموم اور دارالعلوم حقانیہ بالخصوص جہاد کے ساتھ وابستہ رہا ہے۔ میرے والد مرحوم و مغفور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہ آخر دم تک جہاد کے ساتھ وابستہ رہے۔ تمام جہادی تنظیموں کے مجاہدین بلکہ صف اول کے کمانڈروں کی ایک کثیر تعداد کا تعلق جامعہ حقانیہ سے تھا۔ مولانا جلال الدین حقانی' مولانا محمد نبی محمدی' مولانا محمد یونس خالص وغیرہ یہ سب مولانا عبدالحق کے شاگرد ہیں۔ اس طرح پروفیسر ربانی پروفیسر سیاف انجینئر حکمت یار حضرت مجددی حضرت گیلانی صاحب احمد شاہ صاحب سے بھی جہاد کے دوران ایک ہی طرح کا تعلق رہا۔

ہم نے دارالعلوم حقانیہ کو جہاد افغانستان کی ایک چھاؤنی بنا دیا تھا۔ خود ربانی صاحب اور دوسرے لیڈر دارالعلوم آیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ پروفیسر ربانی صاحب نے دارالعلوم حقانیہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ جب روس میں اشتراکی انقلاب آیا تو بخارا میں ایک دینی مدرسہ تھا "میر عرب" کے نام سے۔ اس مدرسہ نے اس انقلاب کے خلاف بنیادی کردار ادا کیا تھا۔ تو ربانی صاحب نے دارالعلوم حقانیہ کو جہاد افغانستان کے لئے میر عرب کا مدرسہ قرار دیا تھا۔

دارالعلوم کو اللہ تعالیٰ نے جہاد افغانستان کے لئے ایک مرکزی چھاؤنی کی حیثیت دی۔ مولانا فتح اللہ شہید مولانا احمد گل شہید ایسے سینکڑوں معروف علماء ہیں جن کا تعلق دارالعلوم سے تھا۔ جہاد افغانستان میں بنیادی جہادی کردار انہی مدارس کے طلباء اور علماء نے ادا کیا تھا۔ حکمت یار صاحب' ربانی صاحب' سیاف صاحب اور دیگر قائدین ...... اپنی جگہ ان کی قیادت بجا قابل قدر تھی لیکن اصل کردار ان بوریہ نشین طالب العلموں نے ادا کیا تھا۔ آج اس وجہ سے امریکہ اور مغربی دنیا ان بوریہ نشینوں سے لرزاں و ترساں ہے۔ تاریخ میں یہی لکھا جائے گا کہ انہی لوگوں نے دنیا کی سپر طاقت کو صفر طاقت بنا دیا آج بھی یہ بوریہ نشین طلباء پوری دنیا کے لئے ایک الٹی میٹم اور چیلنج بنے ہوئے ہیں۔ اور ان کے خلاف

٦٦٦٦

ان کو ختم کرنے کے لئے پوری مشینری ذرائع ابلاغ اور قوت استعمال میں لا رہے ہیں۔
میں ان تمام حضرات کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ جب جہاد افغانستان بار آور ہوا اور سفید ریچھ اپنے زخم چاٹتا ہوا افغانستان کی سرزمین سے نکل گیا تو طلباء اور علماء میدان جنگ سے واپس ان مدارس میں آگئے اور اپنے درس و تدریس کے شغل میں مشغول ہوگئے۔ ان کی یہی تمنا اور خوائش تھی کہ یہ قائدین اپنے درمیان مصالحت کرلیں متفق ہوجائیں۔ حکومت یہی کریں۔ ہم نے جو قربانیاں دی تھیں وہ اقتدار کے حصول کے لئے نہیں تھیں۔ طلباء اور علماء کے تصور میں بھی نہیں آیا ہوگا کہ ہم اقتدار حاصل کریں۔
پھر ہم سب نے ملکر یہ کوششیں شروع کردیں کہ یہ آپس میں متفق ہوجائیں ایک فارمولے پر یہ ملک اقتدار کی رسہ کشی کے لئے آزاد نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ اسلام کے لئے آزاد ہوا تھا۔ یہ آپ کو معلوم ہوگا کہ مصالحت کی ہر کوشش میں میں بھی شریک تھا۔ حتیٰ کہ ہم ان سب لیڈروں کو مکہ معظمہ لے گئے۔ خانہ کعبہ کے اندر رات ڈھائی بجے ان کو داخل کرایا۔ اس وقت پاکستان کے وزیراعظم میاں نواز شریف بھی موجود تھے اور ساتھوں تنظیموں کے لیڈر بھی موجود تھے۔ تین دن سعودی عرب میں اور مسجد حرام کے قصرالصفاو میں شاہی مہمان رہے غالباً" 27 رمضان کی شب کو گویا مسجد حرام ہی میں شاہ فہد کی موجودگی میں معاہدہ کی توثیق ہوئی۔ مسجد حرام کے متصل ان سے عہد و پیمان لئے گئے کہ جنگ آپس میں نہیں کرنی ہے۔ واپسی پر ایران آئے صدر رفسنجانی سے ملے ان کی خواہش تھی کہ وہ بھی اس معاہدے میں شریک ہوں کیونکہ ایران کو بھی مسئلہ افغانستان سے الگ نہیں رکھا جاسکتا۔ وہاں بھی رات بھر عہد و پیماں ہوتے رہے۔ حکمت یار اور ربانی صاحب راستے میں میرے ساتھ سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ خدا اور رسول کی خاطر آپس میں یہ خانہ جنگی ختم کرلیں۔ خانہ کعبہ کا لحاظ کرلیں۔ مگر افسوس وہ ساری تگ و دو ضائع چلی گئی۔ افغانستان کی فضاء پر مایوسی کے بادل چھا گئے۔ خانہ کعبہ کے امام جناب محمد ابن سبیل کی قیادت میں علماء کا ایک وفد آیا۔ لیکن ان کو بھی معاف نہیں کیا گیا۔ ان پر فائرنگ کی گئی بڑی مشکل سے ان بے چاروں کی جانیں بچیں۔ مصالحت کی ہر کوشش ناکامی سے دوچار ہوئی۔ ان قائدین کے حب جاہ و اقتدار اور غرور نے تمام عالم اسلام کے سر شرم سے جھکا دیئے۔ جہاد کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ اور عالم اسلام کے تمام دردمندوں اور جہاد سے وابستہ فرزندان توحید کے دلوں کو پارہ پارہ کر دیا۔ اس کے بعد ہم ان سے مایوس ہوگئے۔ بعد ازاں ہمیں کوئی بھی مصالحانہ کوشش کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہوئی نظر نہیں آرہی تھی میں نے کہا کہ مصالحت کے بجائے اب باغی کا تعین کرلیں۔ کیونکہ قرآن کا حکم ہے۔ وان طائفتان من المومنین اقتتلوا

فاصلحوا بینهما فان بغت احداهما علی الاخرٰی فقاتلوا التی تبغی حتّٰی تفئی الٰی امر اللّٰہ

ترجمہ ۔

اب ان میں تعین کرلیں کہ باغی کون ہے۔ ظالم کون ہے۔

طالبان کی تحریک تو اس وقت شروع بھی نہیں ہوئی تھی۔ میری رائے تھی کہ اب مصالحت نہیں ہوسکتی۔ تعین کرلیں اور فتویٰ دے دیں کہ یہ ظالم ہے۔ لیکن مسلمانوں کے بڑے بڑے ممالک مصالحت کا شکار ہیں۔ وہ اس بات کے لئے تیار نہیں تھے۔ وہ بات کو مصلحتوں کے چکر میں رکھنا چاہتے تھے۔ کہ دونوں فریق راضی رہیں۔ اور امن کے بہانہ جنگ جاری رہے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے طالبان کو اٹھایا۔ یہ میرے دل کی آواز ہے۔ دارالعلوم کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں آج سے تین سال پہلے میں نے کہا تھا کہ لوگ مصلحتوں کا شکار ہیں۔ افغانستان کے اندر امن اور تعمیر نو سے ان کی کوئی دلچسپی نہیں۔ ربانی کے خلاف مت کہو حکمت یار کے خلاف مت کہو۔ میں نے سینٹ کے اندر کہا تھا کہ باغی کا تعین کرلو۔ میں نے کہا تھا کہ جب تک سارے متحارب گروہوں کے لیڈر راستے سے نہیں ہٹتے۔ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ امن کے قیام کا یہی راستہ ہے کہ ان ساتوں کو درمیان سے ہٹا دیا جائے۔

اس وقت میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ قدسی صفت لوگوں کی یہ جماعت اٹھے گی اور ان ظالموں سے اپنی بد قسمت ملت کو نجات دے گی میری خواہش تھی کہ کاش کوئی تیسری طاقت اٹھے۔ اور ان لڑنے والوں سے ملک کو نجات دلا دے۔

ہم سب یہ باتیں سنتے رہتے تھے کہ آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے امن قائم کردیا۔ خون خرابہ نہیں ہوا ہے۔ پولیس نہیں ہے فورس نہیں ہے لیکن بولاک کی سرحد سے یہاں تک رات کو بھی لوگ آجاسکتے ہیں ساتھیوں نے بتایا کہ اگر سونے کا بکس گر جائے کسی سے تو اس کو بھی کوئی نہیں اٹھاتا۔ یہ باتیں سن کر ہم حیران ہوتے تھے کہ یااللہ خیرالقرون کی یہ جھلک ہم کو بھی دکھلا دے۔ اس جذبہ کے پیش نظر تمام عالم اسلام کی نظریں آپ پر لگی ہوئی ہیں۔ ہم یہی سوچ لے کر یہاں آئے ہیں۔ اور اپنے صحافی بھائیوں کو بھی اسی جذبہ کے تحت یہاں لائے ہیں۔ کہ آپ کے خلاف سخت خطرناک اور زہریلا پروپیگنڈا چل رہا ہے۔ آج مغرب اور امریکہ آپ کا دشمن بن چکا ہے۔ یہ لوگ یہ نہیں چاہتے کہ دنیا

کے کسی بھی خطہ میں طلبا اور بنیاد پرستوں کا اقتدار آئے۔ وہ آپ کو بدنام کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ کہ یہ دہشت گرد ہیں۔ حقوق انسانی کے مخالف ہیں۔ وحشی اور درندے ہیں۔ وہ اسلام کی یہ تصویر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ کہ یہ لوگ صبح شام لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹنے میں لگے ہوئے ہیں۔ جبراً" ڈاڑھی رکھنے پر مجبور کرتے ہیں۔ یعنی اسلام کی ایک سیاہ اور بھیانک تصویر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

بی بی سی' سی این این اور تمام مغرب' صیہونی میڈیا پروپیگنڈے کا ایک طوفان آپ کے خلاف برپا کئے ہوئے ہے۔ یہ اس لئے کہ اسلام کی عملی تصویر تو انہوں نے نہیں دیکھی ہے جسے آپ الحمدللہ قائم کر رہے ہیں۔ یہ عملی تصویر صحیح شکل میں دنیا کے سامنے آجائے تو دنیا میں انقلاب آجائے گا۔ ملت کفریہ نہیں چاہتی کہ اسلام صحیح شکل میں دنیا کے سامنے آئے۔

ہے مگر اس عصر حاضر کے تقاضاؤں سے خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرع پیغمبر کہیں

الحذر آئین پیغمبر سے سوبار الحذر
حافظ ناموس زن مرد آزما مرد آفریں
اور چشم عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب

اس خیال سے میں ان صحافیوں کو بھی یہاں لے آیا ہوں۔ تاکہ آپ کے ساتھ براہ راست گفتگو کریں۔ آپ کے امیرالمومنین کے ساتھ بھی ملاقات کرلیں۔ اور صحیح حالات دنیا کے سامنے پیش کرلیں۔ اس لئے کہ جس طرح ہمارا فریضہ ہے اس طرح یہ صحافی بھی اسلام کے سپاہی ہیں۔ یہ بھی پروپیگنڈوں کی زد سے نکلیں۔ میری خواہش ہے کہ ان کے ساتھ زیادہ روابط قائم کریں۔ پشاور آئیں اسلام آباد آئیں ان سے ملیں۔ ان کو حالات کی خبر دیں۔ اس کے انتظامات میں عاجز کرنے کو تیار ہوں۔ کہ تمام پریس کے لوگ پشاور' اسلام آباد یا پاکستان میں کسی اور جگہ جمع ہوں۔ جس طرح کل رات مولانا احسان اللہ احسان صاحب نے بڑے واضح دلائل کے ساتھ حقائق بیان کئے۔ یہ تبلیغیات اور میڈیا کا زمانہ ہے۔ تمام دنیا ایک گھر کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ ہر آدمی اپنے گھر میں بیٹھا ہوتا ہے۔ بٹن دباتا ہے۔ اور پروپیگنڈہ سنتا اور دیکھتا ہے۔ کہ طالبان لگے ہوئے ہیں۔ لوگوں کو قتل کر رہے ہیں۔ پوڈر بیچتے ہیں۔ ہیروئن بیچتے ہیں۔ مغرب اس طرح کی شرمناک تصویر دنیا کے سامنے طالبان کی پیش کر رہے ہیں۔ آپ اس محدود کامیابی پر مطمئن ہوکر نہ بیٹھیں۔ کہ امن قائم کردیا۔ آپ کے سامنے بہت بڑا چیلنج ہے آپ نے یہود و نصاریٰ کے پروپیگنڈوں کے سامنے بند باندھنا

ہے۔ ان کو یہ دکھانا ہے کہ یہاں عورت محفوظ ہے اس کو وہ تمام حقوق حاصل ہیں۔ جو اسلام اس کو دیتا ہے اس نظام میں وہ غیر محفوظ تھی۔ جو حقوق عورت کو اسلام دیتا ہے اور کوئی نہیں دے سکتا۔ ان کو یہ دکھانا ہے کہ یہاں معاشی نظام کیسا ہے انصاف کیسا ہے نظام عدل کیسا ہے ایک ہاتھ کے کٹنے سے لاکھوں ہاتھوں کو تحفظ حاصل ہو جاتا ہے ایک پر حد قائم ہونے سے لاکھوں کی جانیں محفوظ ہوگئیں۔ آپ کے سامنے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ پوری دنیا کے ساتھ آپ کا مقابلہ ہے۔ آپ اپنی محدود دنیا سے باہر نکلیں۔ اور تمام ملت اسلامیہ کو دکھا دیں کہ اسلامی نظام ایسا ہوتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا کرم ہوگا۔ ہمارے لئے راستہ کھل جائے گا۔ پاکستان میں ہمارا راستہ بند پڑا ہے۔ مصر میں شام میں الجزائر میں سوڈان میں عملی راستہ نہیں۔ امریکہ ہر جگہ مسلط ہے۔ ظالم تو یہاں تک کہتے ہیں کہ یہ بھی امریکہ کے لوگ ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اے نادانو! امریکہ تو دنیا کے کسی بھی گوشہ میں ملا اور طالب کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ تو دارالعلوموں اور مدارس کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ وہ کیسے طالبان کی پشت پناہی کر سکتا ہے۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے کندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری لا ڈال دی ہے آپ اپنی اس ذمہ داری کا احساس کریں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے الحمد للہ ایسی پاک صاف اور نورانی قیادت دی ہے کہ غالباً" اس وقت پورے عالم اسلام میں کسی بھی مملکت کو ایسی قیادت نصیب نہیں۔ میں اس موقع پر آپ کے توسط سے ان قائدین سے اپیل کرتا ہوں جو کابل میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ربانی صاحب حکمتیار صاحب احمد شاہ مسعود صاحب سیاف صاحب ان سب سے میری دلی درخواست ہے کہ طالبان آپ کے دشمن نہیں یہ ایک فریق نہیں آپ کے بچے ہیں یہ اچانک آسمان سے نہیں اترے ہیں۔ انہوں نے جہاد کیا ہے ان کے لئے راستہ ہموار کریں ان کے لئے رکاوٹ نہ بنیں۔ لتکون کلمتہ اللہ ہی العلیا۔ تو یہ تمام عالم اسلام پر آپ کا احسان ہوگا۔ اور افغانستان پر بھی - ان سب قائدین کے ساتھ میرے بھی اچھے تعلقات تھے۔ لیکن انہوں نے اپنے اعتماد کو مجروح کر دیا ہے۔ طالبان نے کبھی بھی مذاکرات سے انکار نہیں کیا تھا۔ انہوں نے اپنے دروازے کھلے رکھے تھے مجھے ایک ایک کوشش ان کی معلوم ہے لیکن ہر بار مذاکرات کے بعد انہوں نے اعتماد کو مجروح کر دیا تھا۔ حتیٰ کہ اب ان کا مزید اعتماد باقی نہ رہا۔ اگر یہ اعتماد وہ بحال کرنا چاہتے ہیں۔ اور اخلاص کے ساتھ اپنی قوت طالبان کے حوالہ کر دیں تو ہم کہتے ہیں کہ ہم تمھارے خادم بن جائیں گے۔ وہ قائدین ہمیں اپنا دشمن نہ سمجھیں۔ انہیں چاہئے کہ طالبان کو اسلام کا ایک سپاہی جانیں اور ان کی سرپرستی کریں۔

میں ان ہی کلمات پر اکتفاء کرتا ہوں اور آپ کا انتہائی شکرگذار ہوں کہ ان نازک حالات میں آپ نے ہمیں اتنی توجہ دی وقت دیا اور آپ امیر المومنین مدظلہ بذات خود یہاں تشریف لائے جو بہت کم ملاقات کرتے ہیں۔ ورنہ ہم خود ان کی خدمت میں حاضر ہو رہے تھے۔ یہ ہم سعادت سمجھتے ہیں۔ یہ اسلام کا ایک منصب

ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کسی کو دیتا ہے۔ پھر تمام مسلمانوں کو اس کی اطاعت ملحوظ رکھنی ہوتی ہے۔ اب اگر ایک محدود خطہ میں بھی کسی کو اللہ تعالیٰ نے امارت مومنین کا منصب دے دیا تو اس کی اطاعت اور اسکی عظمت کا پورا پورا خیال رکھیں ہم انشاء اللہ آپ کی حمایت کرتے رہیں گے ہمیں اپنا خادم جانیں اور میں یہی تمنا کرتا ہوں کہ قیام امن کے لئے جنگ کے علاوہ بھی کوئی راستہ ہو۔ تو اس پر بھی نظر ملحوظ رکھیں۔ بایں طور کہ آپ کا موقف آپ کی سیاست اور آپ کا ہدف مجروح نہ ہو۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ اپنے ہدف سے دستبردار ہو جائیں۔ اگر جنگ کے علاوہ مذاکرات کے راستہ کا کوئی حل نظر آئے اسے بھی نظرانداز نہ کریں اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

میں تمام علماء کرام اور صحافی بھائیوں کی طرف سے آپ سب کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

واخر دعوانا الحمد للہ رب العالمین

بقیہ ص ۱۶

جواب زبانی جواب سے بہتر ہوتا ہے۔

کفار اور دنیا بھر کے بے دین قوتوں کی کوشش ہے کہ طالبان غالب نہ ہوں دینی قوتیں غالب نہ ہوں۔ آپ جیسے دیندار اور مہربان مسلمانوں کی یہ کوشش ہے کہ ہم کامیاب ہوں۔ آپ ہماری سرپرستی کرتے ہیں ہمارے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ مسلمان دنیا میں جہاں بھی ہے اس پر نفاذ شریعت کے لئے کوشش کرنا فرض ہے ہر مسلمان اس بات کا مکلف ہے۔

بہرحال آپ کی آمد پر ہمیں بہت خوشی ہوئی کہ آپ ہمارے درد کو اپنا درد سمجھتے ہیں۔ اور ہماری خوشی و کامیابی کو اپنی خوشی اور کامیابی سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو قدم قدم پر کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

خطاب امیرالمومنین حضرت ملا محمد عمر صاحب مدظلہ،

خطبہ مسنونہ کے بعد

آپکی تشریف آوری کا میں اور میرے رفقاء بہت شکر گزار ہیں۔ آپ نے ابتداء سے اب تک ہمارے ساتھ جہاد میں بھرپور تعاون کیا اب تک کے مرحلہ میں جتنی کوشش اور سعی رہی آپ کی سرپرستی ہمیں حاصل رہی اللہ اسے قبول فرمائے۔ ہم اس پر بہت خوش ہیں کہ آپ ہمارے گھر تشریف لائے۔

میں صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ دنیا کے کافر اور بے دین سیاستدان اور باطل قوتیں جو باتیں کرتے ہیں اور ہمارے خلاف جو پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ اس کا ہمارے پاس یہی ایک جواب ہے واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلٰما○ اب کفار کا پروپیگنڈا جو دنیا کے ہر گوشے میں ہمارے خلاف ہو رہا ہے۔ ہم ان تک تو نہیں پہنچ سکتے۔ اور نہ ہی ہر بات کا ان کو جواب دے سکتے ہیں۔ مگر یہ بات واضح ہے کہ باطل قوتوں اور کفار کا یہ پکا ارادہ ہے کہ ہر صورت میں طالبان کا اور دینی قوتوں کا راستہ مسدود کیا جائے۔ کبھی پروپیگنڈے کے ذریعہ اور کبھی براہ راست قوت کے استعمال سے۔ یہ فیصلہ وہ کرچکے ہیں کہ ان کو روکا جائے۔ اگر ہم ان کی ایک بات کا جواب دیں تو وہ دوسری شروع کرتے ہیں۔ دوسری کو دفع کریں تو تیسری کو اٹھاتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ امریکہ یہ کہتا ہے روس یہ کہتا ہے ہم ان تمام باتوں کا حسب طاقت جواب دیتے ہیں۔ مگر میں مسلمانوں سے کہتا ہوں کہ وہ ہرگز ان کے پروپیگنڈوں سے تشویش میں مبتلا نہ ہوں۔ کفار کے مقاصد تو کھلے طور معلوم ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ افغانستان میں وہ نفاذ شریعت کو روکنا چاہتے ہیں۔ تو اگر ہم سیاسی باتوں اور بحثوں میں الجھیں تو سیاست کے بہت پہلو ہیں۔ یہ بہت تکالیف دہ راستہ ہے۔ اب ہر بات سے الجھنا بہت مشکل کام ہے۔ یہ یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون○ ہم نے ایک واضح اور مثبت راستہ اختیار کیا ہے۔ جس کو تمام طالبان نے پسند کیا ہے۔ وہ یہ کہ اپنا کام کئے جاؤ۔ اپنی طاقت کے مطابق دشمن کا جواب بھی دیا کرو۔ اور ملک میں نفاذ شریعت کے لئے کوشش بھی مقدور بھر جاری رکھو۔

ہمارے پاس طالبان کا عمل ہے۔ یعنی نفاذ شریعت کا لانا۔ مسلمان بھی دیکھتے ہیں اور کافر بھی اور عملی

بقیہ ص ۱۵ ۶۹۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحریک اسلامی "طالبان" افغانستان کا اجمالی تعارف

عارف باللہ مجاہد کبیر حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب المدنی دامت برکاتہم
شیخ الحدیث جامعہ منبع العلوم میران شاہ۔ وزیرستان

افغانستان پر روسیوں کی سرخ سفاکانہ بربری یلغار کے خلاف تمام عالم اسلام کے چیدہ چیدہ برگزیدہ مفتیان دین متین' علمائے ربانیین نے قرآن و سنت کی روشنی میں جہاد کا اعلان کیا۔ اس مقدس تاریخی جہاد میں نہ صرف افغانی ملت نے عظیم قربانیاں دی ہیں' بلکہ دنیا کے جملہ ممالک کے جزبہ جہاد سے سرشار فدایان اسلام نے بھی افغانیوں کے دوش بدوش اس خالص اسلامی جہاد میں اپنے سردھڑ کی بازی لگادی۔ شاید چشم فلک نے اپنے طویل ادوار میں تمام کرہ ارضی پر ایسے نرالے جہاد کا نظارہ نہ دیکھا ہوگا جو چودہ سال مسلسل جاری و ساری رہا' جس میں سولہ لاکھ شیدایان اسلام نے جام شہادت نوش فرماکر اپنے مقدش خون سے سر زمین افغانستان کو لالہ زار بنایا۔ لاکھوں خاندان اپنے عقیدہ و ناموس کی حفاظت کی خاطر ہجرت کرکے پاکستان' ایران اور دنیا کے گوشوں میں پناہ گزینی کی زندگی پر مجبور ہوئے۔ ہزاروں مرد وزن ان قیامت خیز ہولناک لڑائیوں میں اپنی آنکھوں سے محروم ہوئے' کئی اپنے ہاتھ پاؤں سے محروم ہوئے' کئی اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے' اللہ تعالیٰ ہی کے بے پایاں فضل وکرم' نصرت و حمایت کی برکت سے بالا آخر مجاہدین کامیابی سے ہمکنار ہوئے' روسی سرخ سیلاب اور دہری وحشیانہ انقلاب کا خاتمہ ہوا۔ روسی بھیڑیوں کی شکست وریخت کے بعد علماء کرام اور طلبہ نے مدارس و مساجد کا رخ کیا اور اپنے محبوب مشاغل درس و تدریس میں حسب ماسبق مشغول ہوگئے' اور افغانستان میں اسلامی نظام کے قیام اور شریعت محمدیہ کی تنفیذ کاکام تنظیموں اور احزاب کے عمائدین' سرکردہ مسئولین کے ذمہ چھوڑا جو اپنے آپ کو افغانستان کی صدارت اور امارت کے مستحق سمجھ رہے تھے مگر بدقسمتی سے ان قائدوں نے صدارت و امارت کے عہدوں پر آپس میں رسہ کشی شروع کرلی اور ہر ایک اپنے آپ کو اس منصب کے لئے سب سے زیادہ مستحق اور لائق تصور کرتا رہا اور رفتہ رفتہ یہ رسہ کشی جنگ و جدل کی صورت اختیار کرگئی۔ افغانستان کے مخلص بزرگ علماء کرام نے بار بار مصالحت کے لئے کوشیش فرمائیں۔ حرکت انقلاب اسلامی افغانستان کے امیر حضرت مولانا محمد نبی صاحب اور حزب اسلامی

کے امیر مولانا محمد یونس خالص اور افغانستان کے مایہ ناز روحانی عالم مولانا عبداللہ ذاکری اور جلیل القدر قائد مولانا جلال الدین حقانی نے اپنے تمام کمانڈروں سمیت اس خونریز جنگ کی خاطر کئی ماہ اس مصالحتی پروگرام میں صرف کئے مگر یہ تمام کوششیں ناکام رہیں۔ یہاں تک کہ اس سلسلہ میں مولانا حقانی پر دو دفعہ قاتلانہ حملے ہوئے' پاکستان کے علماء کرام اور حکام نے بھی مصالحتی پروگراموں مین بھرپور حصہ لیا۔ مختلف ممالک کے سربراہوں کی کوششیں بھی نتیجہ خیز ثابت نہ ہو سکیں بالخصوص خادم الحرمین الشریفین ملک فہد بن عبدالعزیز نے کئی بار اپنے خصوصی نمائندے مصالحت کے لئے بھیجے اور بالا آخر تمام تنظیموں کے امیر اور سرکردہ کمانڈروں کو حجاز مقدس میں آنے کی دعوت دی سینکڑوں مندوبین کو آنے جانے کی ٹکٹیں۔ ویزے بھیجے گئے اور وہاں شاہی مہمان خانوں میں کئی دن تک ان کی شاہانہ مہمان نوازی کی گئی۔ خانہ کعبہ کی نورانی آغوش میں ان سب سے ایک متفقہ مصالحتی عہدنامہ پر عہدو پیمان اور حلف لئے گئے۔ اس تاریخی کارنامہ پر تمام عالم اسلام میں خوشیاں منائی گئیں۔ مگر بدقسمتی سے کابل پہنچتے ہی یہ حضرات پہلے سے زیادہ جوش و خروش کے ساتھ ایک دوسرے پر بمباری' گولہ باری کے مکروہ و قبیح اعمال کی طرف متوجہ ہوئے جس کے نتیجے میں لاکھوں معصوم جانیں ہلاک ہوگئیں۔ اور کابل کا حسین ترین شہر کھنڈرات اور ویرانوں میں تبدیل ہوگیا۔ اور دنیا بھر میں جہاد' مجاہدین اور اسلام کے درخشدہ ناموں کو بدنام کیا گیا۔ جہاد کے اساسی اہداف و اغراض کو کچل دیا گیا۔ سولہ لاکھ شہداء کے خون سے کھیلا گیا۔ لاکھوں یتیموں' بیواؤں' معیوبین۔ مجروحین کی آہوں اور سسکیوں سے غداری کی گئی۔ کشمیر' فلسطین' بوسنیا' قبرص' صومالیہ' اریٹیریا کے مظلوم و ستم رسیدہ مسلمانوں کی امیدوں کو خاک میں ملایا گیا۔ افغانستان کے لاکھوں کمیونسٹ جو چودہ سال مجاہدین کے خلاف برسرپیکار تھے۔ ان نام نہاد بڑوں کے باہمی کشت وخون کی بدولت سرزمین افغانستان میں روپوش ہوگئے۔ اب تو کمیونسٹوں کی فہرست میں صرف نجیب کا نام لیا جانے لگا۔ باقی لاکھوں' پرچم' شعلہ' خلق اور خاد کے جیالے اور متوالے کہاں غائب ہوگئے؟

یہ ایک جوہری سوال ہے۔ جواب واضح ہے۔ یہ تمام اسلام دشمن عناصر' زہریلے ناگ ان شیدایان صدارت و امارت کی آغوش میں پناہ گیر ہوئے۔ کابل میں صدارتی چوکی پر پونے تین سال مسلسل جنگ و جدل سے اربوں ڈالر کا قیمتی اسلحہ جو کشمیر و فلسطین میں کام آسکتا تھا لاکھوں مسلمانوں کی خونریزی کا سبب بنا۔ صدارت پر مرمٹنے والوں کی لڑائیوں سے تمام افغانستان میں ملحدین و زنادقہ' چور رہزن اور دیگر قسم کے فاسد عنصر نے وہ انسانیت کش' حیا سوز جرائم شروع کئے' جن کے سامنے کتے اور خنزیر بھی شرم محسوس کرتے ہیں۔ جگہ جگہ رہزنوں نے سڑکوں پر زنجیریں لگا دیں۔ ہر راہ گیر سے

ٹیکس وصول کرنے لگے۔ چوری، نوٹ کھسوٹ، لواطت اور زنا جیسے سنگین جرائم کا ارتکاب بر سر عام کرنے لگے۔ دن دھاڑے شریف گھرانوں پر یہ بدمعاش ہلہ بول کر نقدی، زیورات اور قیمتی سامان چھین لیتے تھے اور پردہ نشین دوشیزاؤں کی عصمت دری ان درندہ صفت بھیڑیوں کا شیوہ بن گیا تھا۔ وہ زمین جو شہداء کے خون سے سیراب ہوگئی تھی۔ اس پر الحاد و زندقہ، فسق وفجور کا سیلاب آگیا۔ چاروں طرف سفاکی اور بربریت کے بھیانک مناظر نظر آنے لگے۔ ان بدقماش خدا فراموش مجرموں کے بہیمانہ جرائم، وحشیانہ مظالم کے مٹانے کے لئے افغانستان کے غیور، سربکف "طالبان" نے اللہ تعالیٰ کی نصرت و اعانت پر توکل کرکے جہاد کا اعلان کیا۔ معمولی عرصہ میں ان شاہین صفت "طالبان" نے سرکش، بے دین مجرموں کا قلع قمع کرکے ان کے ظالمانہ شکنجوں سے مظلوم افغانی ملت کو رہائی بخشی۔ ان پاک طینت، فرشتہ سیرت "طالبان" کے عادلانہ سلوک، مشفقانہ رویہ سے چند مہینوں میں کئی صوبے فتح ہوئے۔ علماء اور طلبہ نے بالاتفاق حضرت مولانا محمد عمر صاحب کو اپنا امیر منتخب فرماکر ان کے دست مبارک پر بیعت کرلی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک امیر کی سرپرستی میں مختلف احزاب کے طلبہ اور تمام تنظیموں کے علماء اور کمندان آپس میں متفق اور متحد ہوگئے۔ متعدد تنظیموں کی وجہ سے جو تشتت و انتشار ہوتا تھا، اب وہ اتحاد و اتفاق سے تبدیل ہوگیا۔

کاش، اگر افغانستان کا سابقہ چودہ سالہ جہاد بھی ایک ہی امیر کی قیادت و امارت میں سرانجام ہوتا آج افغانستان دنیا بھر میں ایک مثالی اسلامی حکومت ہوتا، مگر بدقسمتی سے ان مختلف تنظیموں کے باہمی اختلافات نے اب تک افغانی ملت کو جہاد کے پاکیزہ نتائج اور طیب و طاہر ثمرات سے محروم رکھا۔ ایک امیر کے زیرسایہ مجاہدین بہت قلیل عرصہ میں کامیاب ہو جاتے اور کرسی صدارت پر لڑنے بھڑنے کی نوبت نہ آتی اور نہ یہ خون کی ندیاں بہتیں اور نہ روسی اسلحہ اور ساز و سامان کباڑی مارکیٹوں میں شلغم اور گاجر کی قیمتوں میں نیلام ہوتا، بلکہ افغانستان میں روس کے ان متروکہ جنگی ساز و سامان کا ایک بہت بڑا (میوزیم) عجائب گھر بنا دیا جاتا، جس میں مختلف اقسام کے ہزاروں بمبار لڑاکا طیارے، گن شپ ہیلی کاپٹر، پسنجر ہیلی کاپٹر، مختلف اقسام کے ہزاروں ٹینک، ہزاروں بکتر بند گاڑیاں، جیپ، ٹریلر، اینٹی ایئر کرافٹ گن سنگل بیرل، ڈبل بیرل، فوربیرل، پی کے گرینوف خفیف و ثقیل، اسٹنگر لانچرز، میزائیل، اسکڈ، کلاشن کوف، کلاکوف، سیمی نوف، درغا نوف، ڈی سی توپ، آر آر 75، آر آر 82، اور ہزاروں قسم کے جنگی آلات کو ایک طویل و عریض میدان میں جمع کیا جاتا۔ یہ اسلحہ گھر تمام دنیا میں اسلحہ اور جنگی آلات کا ایک بہت بڑا میوزیم قراردیا جاتا، جس کے مشاہدہ سے کئی کافر اسلام لانے پر مجبور ہو جاتے کہ دنیا کی ایک عظیم سپرطاقت نے اپنے تمام تر وسائل کو بروئے کار لانے کے باوجود لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ کے سامنے صفر ہوگئی' تمام دنیا کے جنگی آلات قرآن و حدیث کا مقابلہ نہیں کرسکے۔ جہاد کے پاکیزہ عمل نے قیصرو کسریٰ جیسی بڑی بڑی جبروتی' استعماری طاقتوں کو زیر و زبر کردیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب امریکہ جہاد کے نام سے لرزہ براندام ہے۔ امریکہ کے خواب و خیال میں میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ افغانستان کے نہتے مجاہدین روس کی عظیم سلطنت کو ملیامیٹ کردیں گے' بلکہ وہ تو اس خوش فہمی میں مجاہدین افغانستان کو مجاہد مجاہد کے نام سے تھپکی دے رہا تھا کہ یہ افغانی مجاہدین روس کو کمزور کردیں گے اور روس کی بالادستی ختم ہو جائے گی' اب امریکہ کو اپنی جان کی پڑی ہوئی ہے کہ یہی جہاد میری خانہ خرابی کا سبب بنے گا۔ اب وہ جہاد کو دہشت گردی اور مجاہدین کو دہشت گرد کے نام سے یاد کرتا ہے۔ اب "طالبان" افغانستان کی تحریک کے خلاف امریکہ' برطانیہ اور دیگر کافر ممالک دن رات پروپیگنڈہ کر رہے ہیں تاکہ افغانستان میں مجاہدین کی حکومت نہ بن سکے۔

"طالبان" نے صرف چھ مہینے میں فراہ اور شین ڈنڈ سے لیکر کابل شہر تک بارہ صوبوں میں خالص اسلامی نظام قائم کردیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ظلم و ستم کے بدلے عدل و انصاف' بدامنی کی جگہ امن و سکون۔ الحاد و زندقہ' فسق وفجور کی تاریکیوں کی جگہ خالص اسلامی نظام کا دور دورہ ہے۔ اسلامی احکام و حدود کی تنفیذ پر رب العالمین جل جلالہ کی بے پایاں رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے۔ "طالبان" کی فتوحات کے دوران برہان الدین ربانی نے ایک وفد قندھار بھیجا' اور ربانی کا پیغام پیش کیا کہ ہم بھی مولانا محمد عمر صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور "طالبان" کی تحریک کے ہمنوا ہیں۔ پھر جب "طالبان" نے غزنی پر قبضہ کرلیا تو دوبارہ ایک وفد غزنی بھیجا جس میں وزیر فائز صدیق چکری' رحمت اللہ واحد یار' مولوی جلیل اللہ شریک تھے انہوں نے کہا کہ ہم حکومت کی طرف سے مولانا محمد عمر صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ "طالبان" جب میدان شہر میں فاتحانہ انداز میں داخل ہوئے تو وہاں خود انجینئر مسعود اپنے کمانڈروں سمیت حاضر ہوا اور "طالبان" سے کہنے لگا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں' تم اسلحہ لینا چاہتے ہو' سب سے پہلے یہ میرا پستول جمع کرلو۔ "طالبان" بہت خوش ہوئے "طالبان" نے جب چار اسیاب کو فتح کرلیا تو وہاں پھر ایک وفد ربانی کی طرف سے آیا اور قرآن مجید درمیان میں رکھ کر اس پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ مقدس کتاب گواہ ہے کہ ہم "طالبان" کے ساتھ ہیں۔

"طالبان" بہت مطمئن ہوگئے کہ اب بہت جلد ہی افغانستان اسلامی نظام کے انوار و برکات سے منور ہوجائے گا۔

مگر بدقسمتی سے "طالبان" کی نیک توقعات' پاکیزہ خواہشات اس وقت خاک میں مل گئیں جب

انجینئر مسعود کے خصوصی کمانڈر انچیف بابا جان (کمیونسٹ) نے "طالبان" پر اندھا دھند بمباری کی جس سے ڈھائی سو "طالبان" شہید ہوئے جس میں زیادہ مقدار قرآن مجید کے حافظ و قاری تھے' اور بعض دینی مدارس سے فارغ التحصیل فضلاء تھے' حالانکہ "طالبان" نے ربانی حکومت سے صرف یہی مطالبہ کیا تھا کہ سب سے پہلے کابل میں خالص اسلامی نظام کا اعلان کریں اور فوری طور پر تمام احکام و حدود کی تنفیذ کی حکمنامہ جاری کریں' تمام کمیونسٹ عناصر کو فی الفور کابل سے نکال دیں۔ تمام عورتوں کو جو کابل کے مختلف وزارتوں' محکموں میں ملازمت کر رہی ہیں انکو اپنے گھروں میں پردہ کے ساتھ رہنے کی تلقین کریں۔

کاش! اگر پروفیسر برہان الدین ربانی صاحب "طالبان" کے پاکیزہ مطالبات مانتے اور افغانستان میں خالص اسلامی نظام نافذ کرنے کی خاطر ایثار سے کام لیتے اور طلباء کو زمام حکومت حوالہ کرتے تو تاریخ اسلام میں اس کا یہ مصالحتی کارنامہ آب زر سے لکھا جاتا۔

بہرحال' تحریک "طالبان" ایک خالص مذہبی' اسلامی تحریک ہے جو ایک عالم ربانی متدین بزرگ مولانا محمد عمر صاحب کی امارت میں مندرجہ اہداف و اغراض پر مبنی اسلامی حکومت قائم کرنے کی کوششوں میں رواں دواں ہے۔

تمام اہل اسلام سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس مقدس تحریک "طالبان" کی بھرپور تائید فرمائیں گے۔ خاص کر علماء کرام اور بزرگان دین کی خدمت میں بصد ادب گذارش ہے کہ وہ اپنے تمام تر وسائل سے ان "طالبان" کی پشت پناہی اور حوصلہ افزائی فرمائیں۔

انشاء اللہ تعالیٰ' اس خالص مذہبی تحریک کی کامیابی سے نہ صرف افغانستان میں بلکہ تمام جمہوریات اسلامیہ میں خلافت الٰہیہ کے عادلانہ نظام کا قیام ہوسکے گا جس کا ہم اب تک تصور بھی نہیں کرسکتے تھے۔

الحاد و زندقہ کے اس پرفتن دور میں جب دنیا بھر کے تمام کفری نظام اسلام کے بیخ کنی' فرزندان توحید کی سرکوبی' نسل کشی اور ان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے آپس میں متفق ہوگئے ہیں اور "طالبان" جیسے نڈر' سربکف مجاہدین کو دہشت گرد قرار دے کر ان کے اعدام کے درپے ہیں۔

"لاسمح اللہ" خدانخواستہ' اگر تحریک "طالبان" کا یہ بروقت اہم اسلامی اقدام علماء اسلام کی بے اعتنائی تغافل کی وجہ سے ناکام ہوا تو وہ نہ صرف افغانستان بلکہ پاکستان اور دیگر ممالک میں اسپین (اندلس) کی طرح اسلامی شعائر' دینی مراکز' علمی معاہد و جامعات' مدارس و مساجد کو مندروں اور گرجوں میں تبدیل کردیا جائے گا۔ قرطبہ' غرناطہ' اشبیلیہ اور طلیطلہ جیسے اسلامی شہروں میں ہزاروں

بقیہ صـ ۲۸

طالبان افغانستان کی شرعی حکومت میں چند روز

مولانا سمیع الحق مدظلہ کا دورہ افغانستان

چشم دید واقعات اور حیرت انگیز مشاہدات

لمحہ لمحہ کی رپورٹ اور مفصل روئیداد

مولانا عبدالقیوم حقانی

یوں تو افغانستان میں تحریک طالبان کے آغاز سے طالبان کی قیادت اور مرکزی رہنماؤں کی اول روز سے یہ خواہش بلکہ اصرار و مطالبہ تھا کہ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اپنے تلامذہ جامعہ حقانیہ کے فضلاء مخلصین طلباء اور تحریک طالبان کے زعماء کی افغانستان جا کر حوصلہ افزائی کریں اور اپنی آنکھوں سے تحریک کی پیش رفت اور جامعہ حقانیہ کے روحانی ابناء کی قربانیاں اور نظام اسلامی کے برکات و ثمرات کا مشاہدہ کریں جب بھی ان کی مرکزی قیادت کے زعماء مختلف صوبوں کے گورنرز اور وزراء جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے یا کسی اہم معاملہ میں مرکزی قیادت کے نمائندہ وفود مشاورت کے لئے مولانا سمیع الحق مدظلہ کے پاس آئے تو یہ مطالبہ ان کا سرفہرست ہوا کرتا تھا مگر مولانا مدظلہ طالبان کی مصروفیات اور ہمہ وقتی چو مکھی جنگ کے پیش نظر اپنے دورہ سے ان کے کام اور نظام میں خلل انداز نہیں ہونا چاہیے تھے اور اب جب گذشتہ چندہ ماہ سے بین الاقوامی قزاقوں مغربی طاقتوں دین دشمن قوتوں پاکستان میں مغربی لابی کے بعض خاص گماشتوں نے اپنی بدطینی سے طالبان کے خلاف خصوصی مہم شروع کر دی اور اخباری پروپیگنڈے سے انہیں بدنام کرنے اور ان کو اپنے مشن میں ناکام کرنے کے لئے خصوصی تحریک چلائی اور عملاً اس کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔

پریس میں ایک گندے اور غلیظ ترین فکر کی آب یاری شروع کر دی تو مولانا کی رگ حمیت پھڑک اٹھی اور حقائق کے اظہار اور اسے پورے عالمی دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے بے قرار ہو گئے اس کی ایک صورت یہ ہو سکتی تھی کہ اخبارات میں بیانات دئے جائیں طالبان کی حمایت کا بار بار اعلان کیا جائے اور خصوصی مضامین لکھے جائیں۔ پاکستان کے ایوان بالا سینٹ میں طالبان کی حمایت میں آواز اٹھائی جائے۔ دوسری صورت یہ تھی کہ خود چند اخباری نمائندوں اور مخالف کیمپ کے بھی صحافیوں سمیت چاروں صوبوں سے علماء مشائخ دانشوروں سیاسی زعماء اور وکلاء کا ایک وفد ترتیب دے کر انہیں خود وہاں کے حالات ' طالبان کے نظام شریعت کی مساعی نظام خلافت راشدہ کے مناظر ' غیبی امداد اور الٰہی نصرت و فتوحات کے مناظر کا چشم دید مشاہدہ کرایا جائے۔

پہلی صورت بھی محمود تھی اور اس میں مولانا نے الحمد للہ کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی جبکہ دوسری صورت زیادہ انفع اور بہتر تھی۔

حضرت مولانا مدظلہ نے اس کو بھی اپنا لیا اور آج پوری دنیا میں مولانا سمیع الحق کے دورہ افغانستان سے صحافت میں طالبان صحیح تصویر کبھی سامنے آئی عالمی پریس پر حقائق آشکارا ہوئے مختلف صوبوں کے گورنروں کے بیانات چھپے اور تحریک طالبان کے قائد مولانا محمد عمر اخوند بھی اخبارات میں ایک خاص اور صلاحیتوں کی ساتھ سامنے آئے نفاذ شریعت کے بہی خواہوں کے حوصلے بلند ہوئے دشمنان اسلام کے عزائم ناکام ہوئے اور ان کے مذموم خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے ۔

والحمد للہ علی ذالک۔ مولانا کے دورہ کی اطلاع چند ہی اکابر جمیعتہ کو دی گئی مگر اس قافلہ عشاق میں از خود جمعتہ کے بیشتر زعماء اور کارکن شامل ہونے کے لئے کوئٹہ پہنچ گئے جنھوں نے کوئٹہ تک کے مصارف از خود برداشت کئے۔ حضرت مولانا مدظلہ نے اس

کاروان عزیمت میں مجھے بھی مولانا کی خصوصیت نظر عنایت سے شرکت کی سعادت حاصل ہوئی احقر نے جو کچھ دیکھا اسے من عن قلم بند کر دیا۔ جو طالبان کی شرعی حکومت کی ایک مشاہداتی رپورٹ بھی ہے تفصیلی واقعات کی چشم دید کہانی بھی مولانا سمیع الحق کے سفر افغانستان کی روئیداد بھی ہے اور طالبان کی اپنے شیخ و مربی سے وارفتگی و عقیدت کی روح پرور داستان بھی

سفر کا آغاز اور کوئٹہ ائیرپورٹ پر استقبال

18 اگست قائد جمیعت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اپنے رفقاء کے ہمراہ اسلام سے پونے ایک بجے کی فلائٹ سے 2 بجے جب کوئٹہ پہنچے تو ائیرپورٹ پر جمیعتہ علماء اسلام بلوچستان کی قیادت اور مقامی رہنما و سامعین معززین شہر اور سینٹ کے ڈپٹی چیئرمین جناب میر عبدالجبار صاحب نے استقبال کیا اہل حدیث علماء میں حاجی علی محمد اور ان کے رفقا جماعت اسلامی کے بعض مقامی رہنما جمیعتہ علماء اسلام کے مولانا امیر حمزہ یا دینی جنرل سیکرٹری جمیعتہ علماء اسلام بلوچستان مولانا اللہ داد کاکا امیر جمیعتہ علماء اسلام بلوچستان مولانا عبدالباقی مہتمم سرپرست مفتاح العلوم کوئٹہ مولانا عبدالحق بلوچ مولانا شفیق دولت زئی مولانا حفیظ مولانا عبدالقیوم میرزائی ژوب مولانا داد اللہ بخش مولانا نجم الدین درویش مولانا عیسا ماللہ اور جناب جلیل اخونزادہ کے علاوہ افغانستان کے طالبان نمائندگی کوئٹہ دفتر کے ذمہ داری عہدیدار بھی ائیرپورٹ پر موجود تھے۔

وی آئی پی لاؤنج میں جماعتی احباب سے مشاورت

○ وی آئی پی لاؤنج میں جمیعتہ کے رہنماؤں اور مقامی قیادت سے جماعتی پالیسی ملک کی سیاسی صورت حال اور دورہ افغانستان سے متعلق مختصر تبادلہ خیال ہوا یہاں مولانا سمیع الحق نے بلوچستان میں جماعتی کارکنوں کے مسائل اور بعض دیگر اہم امور سے متعلق جناب سینیٹر میر عبدالجبار سے گذارش کی وہ مقامی مسائل اور سرکاری کاموں میں جمیعتی احباب کے معاملات میں بھی ذاتی دلچسپی لیں کہ یہ ایک کارخیر بھی ہے اور خدمت خلق بھی جناب سینیٹر میر عبدالجبار نے وعدہ فرمایا اور اس نوعیت کی خدمت کو جماعتی گروہ بندی سے بڑھ کر اپنے لئے سعادت قرار دیا۔

سٹینڈنگ کمیٹی کا اجلاس

چونکہ 20 اگست کو بلوچستان میں ایک سٹینڈنگ کمیٹی کا اجلاس بھی تھا جس کے مولانا ممبر تھے مولانا نے اس میں شرکت کرنی تھی اس حوالے سے ان کمیٹی کے منتظمین کا انتظام .M.P.A ہاسٹل کوئٹہ میں بھی کرایا تھا اور طالبان کے کوئٹہ مرکز نے بھی ہمارے وفد کے لئے انتظامات مکمل تھے۔

ان کے دفتر طالبان پہنچنے پر افغانستان میں طالبان حکومت کے نمائندوں پر مشتمل وفد نے مولانا سمیع الحق سے ملاقات کی اور دورے کے تمام تفصیلات سے متعلق باہمی

مشاورت کی مولانا سمیع الحق مدظلہ نے اس موقع پر طالبان کے نمائندہ وفد کو تاکید کی کہ ہمارے دورہ افغانستان کو ایک عام معمول کا سفر قرار دیکر طالبان کی مرکزی قیادت کو اپنے حربی حالات اور انتظامی معاملات پر توجہ دینی چاہیئے ہماری وجہ سے ان کے جہادی امور ہرگز متاثر نہیں ہونی چاہئیں۔

ملک بھر سے ارکان وفد کی کوئٹہ آمد

چونکہ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے دورہ کا سن کر کوئٹہ پہنچ گئے تھے وہاں کے چاروں صوبوں سے جمیعت علماء اسلام کے بعض اکابر اور مرکزی عہدیدار کوئٹہ پہنچ گئے تھے مولانا سمیع الحق نے علماء اور مشائخ کے علاوہ بعض وکلاء، سیاسی رہنما اور صحافیوں کی ایک ٹیم کو بھی مدعو فرمایا تھا لہٰذا دوسرے روز 20 اگست کو صبح سویرے سے رات گئے تک ملک بھر سے علماء مشائخ جماعتی کارکنوں وکلاء اور صحافیوں کے قافلے آتے رہے۔ جنہیں وہاں مقامی احباب کے مشورہ سے افغان طالبان کے نمائندگی کے دفتر مختلف ہوٹلوں اور بعض کو MPA ہاسٹل میں ٹھہرائے جانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس تمام کام میں مہمانوں کے انتظام اور ان کے سنبھالنے اور قیام کی ذمہ داری برادرم مولانا سید محمد یوسف شاہ کے ذمہ تھی الحمد للہ کہ انہوں نے اس میں مثالی کردار ادا کیا۔

تشہیر و استقبال سے اجتناب اور حزم و احتیاط کی تاکید

مولانا سمیع الحق مدظلہ اپنے اس سفر، دورہ افغانستان اور رفقاء سفر کی ایک بھاری جمیعت کو طالبان کے حربی حالات اور افغانستان میں ہمہ وقتی انتظامی خدمات میں مصروفیات کے پیش نظر خفیہ رکھنا چاہتے تھے اور انتظامی معاملات اور مہمانوں کی ضیافت

و خدمت میں ان سے کم سے کم وقت اور کم سے کم وسائل کے استعمال پر مصر تھے۔ اسی لئے کوئٹہ سے روانگی کے آخری وقت تک مولانا کا اصرار تھا کہ ہمارے وفد کی بھاری جمیعت اور اضیاف کی کثرت طالبان کے مشن اور کام اور ان کے اپنے حالات اور نظام میں خلل کا باعث نہ ہو اس لئے مولانا طالبان سے بار بار بہ اصرار یہی تاکید کرتے رہے کہ میری افغانستان حاضری کو ہرگز مشہور نہ کیا جائے اور نہ کسی جلوس و استقبال کا اہتمام کیا جائے اور اسی سلسلہ میں ہر ممکن حزم و احتیاط برتا جائے

کوئٹہ میں محمد شاہ مردان زئی صوبائی وزیر کا عشائیہ

20 اگست کو جمیعت علماء اسلام بلوچستان کے منتخب ایم پی اے اور صوبائی وزیر جناب الحاج محمد شاہ مردان زئی نے مولانا سمیع الحق صاحب اور تمام شرکاء وفد کو M.P.A. ہاسٹل بلوچستان کے وسیع ہال میں عشائیہ دیا جس میں جمیعت علماء اسلام کی صوبائی اور مقامی قیادت سمیت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی خواہش پر حرکتہ الانصار آزاد کشمیر حرکتہ الانصار برما و رنگون جو مولانا کے وفد میں شامل ہونے آئے تھے کے رہنماؤں اور تحریک طالبان افغانستان کے دفتر نمائندگی کوئٹہ کے ذمہ داران نے بھی شرکت کی۔

اس موقع پر جمیعت علماء اسلام بلوچستان کے احباب سے جماعتی کام کے سلسلہ میں مشاورت بھی ہوئی اور افغانستان میں طالبان کی قیادت سے اہم امور پر مذاکرات اور باہمی مشاورت کا ایجنڈا بھی مرتب کیا گیا علماء و مشائخ کے اس پرہجوم جماعتی احباب کی اس تقریب میں مولانا سید محمد یوسف شاہ برادرم مولانا حامد الحق اور مولانا راشد الحق نے خدمت و انتظام اور شرکاء کی راحت رسانی میں بھرپور اور مخلصانہ اور قابل رشک کردار ادا کیا اور بزرگوں کی دعائیں لیں

بلکہ بلیلی شریف میں آغا صاحب کے صاحبزادے کی وفات پر تعزیت اس سے قبل عصر کے وقت حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ جامعتہ دارالعلوم حقانیہ کے قدیم فضلاء اور اپنے خصوصی تلامذہ مولانا صفوۃ اللہ مولانا نجبتہ اللہ آغا کے بھائی سید نصیب اللہ آغا کے سانحہ ارتحال فاتحہ خوانی کے لئے بلیلی شریف تشریف لے گئے۔ ہر دو برادران جامعہ حقانیہ کے مخلص فضلاء میں سے ہیں اب بھی ان کے خاندان کے دس سے زائد طلبہ جامعہ میں زیر تعلیم ہیں ان کے خاندانی بزرگ جناب باچا آغا بلوچستان کی مشہور علمی و دینی اور روحانی شخصیت ہیں اور بلوچستان اور افغانستان میں ایک عظیم اور وسیع حلقہ

عقیدت رکھتے ہیں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی تشریف آوری پر بے حد خوش ہوئے اور ان کے سفر کی کامیابی اور طالبان کی ترقی اور نفاذ شریعت کے لئے مخلصانہ دعائیں کیں۔ جمیعتہ کے اکابر صوبہ سندھ کے امیر مولانا محمد اسعد تھانوی صوبہ بلوچستان کے امیر مولانا اللہ داد کاکڑ جنرل سیکرٹری مولانا امیر حمزہ بادینی صوبہ پنجاب جنرل سیکرٹری میاں محمد عارف ایڈووکیٹ سرگودھا کے مولانا محمد صادق جناب شاہین مغل ملتان کے مفتی محمد منظور اور مولانا غلام فرید کراچی کے ڈاکٹر عبدالباسط حافظ احمد علی مولانا فضل الواحد رحمانی مولانا مفتی جان محمد مولانا فتح محمد چمنی مولانا محمد رضاء چمنی مولانا عبدالستار قلعہ سیف اللہ مولانا محمد شفیق دولت زئی عبدالقیوم میرزی قاضی احمد خوستی مولانا ابوبکر مولانا یوسف شاہ، شفیق الدین فاروقی، حامد الحق حافظ راشد الحق سواد اعظم کے سربراہ مولانا اسفندیار خان عبدالعزیز خلجی ایڈووکیٹ مولانا فیض اللہ آزاد وغیرہ مولانا سمیع الحق کے ساتھ ہر جگہ ساتھ ساتھ رہے

کوئٹہ سے روانگی

کوئٹہ سے روانگی ہوئی تو نو بجنا چاہتے تھے نو بجے اجتماعی دعا ہوئی اور قافلہ سوئے منزل رواں ہوا

مولانا سمیع الحق مدظلہ کی قیادت اور طالبان افغانستان کے رہنماؤں کی معیت میں دسیوں گاڑیوں پر مشتمل یہ قافلہ کوئٹہ سے 9 بجے روانہ ہوا سڑک کے دونوں جانب سبزہ زار ہرے بھرے باغات خوبصورت مناظر عمدہ روڈ معتدل فضاء اور دلربا آب و ہوا کے لطف اندوز جھونکوں سے محظوظ ہوتا ہوا تقریباً" ایک بجے پاکستان کے سرحدی شہر چمن میں داخل ہوا

چمن میں استقبالیہ

تو چمن کے علماء و مشائخ طلبا و معززین شہر او رمذہبی و سیاسی جماعتوں سے وابستہ سماجی شخصیتوں اور جمیعت علماء اسلام کے کارکنوں نے جمیعت علماء اسلام بلوچستان کے رہنما مولانا فتح محمد چمنی مدظلہ اور دارالعلوم حقانیہ کے فاضل مولانا ندا محمد حقانی مدظلہ کی قیادت میں حضرت قائد جمیعتہ کا شاندار استقبال کیا۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے ان کا شکریہ ادا کیا اور مختصر خطاب فرمایا۔ انہوں نے فرمایا کہ باوجود اس کے کہ اپ کے

علم میں ہے کہ ہمارا یہ قافلہ افغانستان جا رہا ہے آپ نے اس قدر عظیم استقبالیہ تقریب کا اہتمام کرکے اپنی دینداری اخلاص اور محبتوں کا ثبوت دیا میں آپ سب حضرات بالخصوص مولانا فتح محمد چمنی کا بے حد ممنون اور شکر گزار ہوں میرا جی چاہتا ہے کہ میں آپ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزاروں اور تفصیلی بات کروں مگر وقت مختصر ہے آگے افغانستان کی سرحد بولدک پر اپنے مخلصین منتظر ہیں شدت کی چلچلاتی دھوپ اور گرمی کا احساس ہے اس لئے میں صرف آپ کے شکریہ اور دعا پر اکتفا کرکے اجازت چاہتا ہوں آج ہم صرف مولانا فتح محمد چمنی کی والدہ کی تعزیت کے لئے حاضر ہوئے ہیں انشاء اللہ پھر کبھی چمن کا تفصیلی دورہ کریں گے۔ اس کے بعد حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے شرکاء مجلس ، تمام حاضرین ، اہل چمن اور عامتہ المسلمین اور طالبان افغانستان کے لئے دعا فرمائی اور مولانا فتح محمد چمنی کی والدہ ماجدہ کی وفات پر دلی رنج کا اظہار کیا اور قافلہ چمن بازار سے گھر سوئے منزل روانہ ہونے کے لئے تیار ہوا گاڑیاں مین روڈ پر آئیں ترتیب برابر ہوئی اور ابھی روانگی ہونی تھی کہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو اطلاع ملی کہ مولانا نصیب اللہ آغا مرحوم کے خاندانی بزرگ باچا آغا دیگر آغا صاحبان جن کا تذکرہ اس سے قبل آچکا ہے اپنی قیامگاہ پر اپنے معتقدین و مخلصین اور مریدین و معززین کے ساتھ آپ کے منتظر ہیں مولانا نے ازراہ مروت و ہمدردی طے شدہ اوقات اور قطعی روانگی کے پروگرام میں خصوصی وقت نکال کر جناب باچا آغا صاحب کی قیام گاہ پر پہنچے آغا صاحبان نے والہانہ استقبال کیا نماز ظہر کا وقت ہو چکا تھا مولانا کے اشارہ پر تمام شرکاء نے وضو کیا سفرانہ پڑھا اور آغا صاحبان کے اصرار پر ہی جاتے جاتے صرف ٹھنڈے مشروب پر اکتفا کیا۔ (جاری ہے۔)

بقیہ ص ۲۰

علمی مراکز صلیبی سیلاب کی وجہ سے گرجوں میں تبدیل ہوگئے۔

بڑے بڑے مرکزی کتب خانوں کو آگ لگا کر لاکھوں کی تعداد میں علوم دینیہ کے اہم مراجع و مصادر راکھ کے ڈھیر بن گئے ، تمام علماء کو تہ تیغ کر دیا گیا۔ مسلمانوں کی عزت و ناموس کو تار تار کردیا گیا۔ رب العالمین جل جلالہ ، اپنے خصوصی فضل و کرم سے ہماری تقصیرات معاف فرمائے اور ہم سب کو جہاد کے مقدس فریضہ میں شرکت کی توفیق عطا فرمائے۔

وماذلک علی اللہ بعزیز

کتبہ

شیر علی شاہ کان اللہ لہ

خادم الحدیث بجامعہ منبع العلوم میرانشاہ

اسلامی تحریک طالبان کے مرکزی رہنماء

مولانا احسان اللہ احسان صاحب کا خطاب

جیسا کہ روح جسم پر فضیلت اور برتری رکھتا ہے۔ اسی طرح روحانی تعلق جسمانی تعلق سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ ہمارے محترم مولانا سمیع الحق اور ان کے ساتھ آنے والے علماء کرام ہمارے روحانی والدین ہیں۔ جسطرح کسی شخص کے روحانی اور جسمانی والدین اور بھائی ہوئے ہیں۔ تو ان میں روحانی والدین اور بھائی جسمانی والدین اور بھائیوں پر فضیلت رکھتے ہیں۔

یہ جو علماء کرام آئے ہیں۔ یہ ہمارے روحانی والدین ہیں۔ اور یہ دوسرے دانشور بھائی ان کے ساتھ جو آئے ہیں۔ یہ ہمارے روحانی بھائی ہیں۔

مناسب تو یہ تھا کہ ہم ہر عالم اور ہر دانشور کے پاس خود جاتے۔ جو مشکلات ہیں وہ بیان کرتے۔ یہ بات ہم اپنے لئے بے ادبی سمجھے ہیں۔ کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لے آئے ہیں۔ مگر ہمیں اسمیں معذور سمجھ کر معاف کریں۔

اسکے بعد میں بحیثیت ایک مسلمان آپ سے چند گزارشات کروں گا۔ تمام دنیا کے کفار ایک ملت ہیں۔ اور مسلمان بھی ایک ملت ہے۔ میں صرف ایک مسلمان کی حیثیت سے آپ بھائیوں سے چند باتیں بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے میں آپ سب بھائیوں کو ایک نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ آپ کا جس پارٹی اسلامی یا غیر اسلامی سے تعلق ہو۔ سب ہمارے قابل احترام ہیں۔ آپ سب ہمارے روحانی والدین اور بھائی ہیں۔ تمام دنیا کے کفار نے کبھی بھی یہ نہیں چاہا کہ مسلمان کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ آج جب سارے لمان ذلت کا سامنا کررہے ہیں۔ اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ امریکہ روس اور دوسرے کافر ممالک ہمارے ابلہ میں ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہیں اور نہیں چاہتے کہ دنیا میں مسلمان اور اسلام آزاد رہ سکے۔ یا وئی بھی ملک آزاد ہوکر اسمیں اسلامی نظام نافذ ہو۔

ں آپ حضرات سے یہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ تحریک طالبان کیوں شروع ہوئی ان کا ہدف کیا ہے۔ اور

افغانستان میں جہاد کا مقصد کیا تھا؟ چونکہ عالم اسلام کو کفر کے اندھیروں نے گھیر رکھا ہے۔ اور ہمارے بہت سی باتیں ہیں۔ تو اگر آپ تھک نہ جائیں تو میں چاہتا ہوں کہ بات مفصل انداز میں بیان کروں۔ اس لئے کہ آپ خوب سمجھ جائیں۔ افغانستان میں چودہ سولہ سال جہاد ہوا۔ لیکن یہ افغانستان کا جہاد نہیں بلکہ عالم اسلام کا جہاد تھا۔ ڈیڑھ میلین مسلمان شہید ہوئے اور تقریباً" اتنے زخمی ہوئے۔ مگر یہ بے مقصد نہیں تھا ایک مقصد کے لئے تھا۔

افغانستان میں جہاد کے دو بڑے مقاصد تھے (1) روسیوں اور انکے غلاموں کی شکست (2) اور افغانستان میں اسلامی نظام کا نفاذ۔

پہلا جو ہدف تھا یعنی روسیوں کی تباہی تو وہ الحمدللہ پورا ہوا۔ اور روس ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ اور اس مقصد کے حصول پر تمام عالم اسلام نے افغانستان کے جہاد کو داد تحسین اور آفرین سے نواز۔

اور دوسرا ہدف اسلامی نظام کا نفاذ تھا۔ روس اور کمیونزم کے تباہ ہو جانے کے بعد افغانستان میں اسلامی نظام کے نافذ کرنے کے لئے کون حکمران آیا۔ وہ شاہد آپ کو پتہ ہوگا کہ دو مہینوں کے لئے جناب صبغت اللہ مجددی رئیس جمہور چن لئے گئے۔ افغانستان کے مسلمان اس امید میں تھے کہ یہ ہمارے سروں پر شفقت کا ہاتھ پھیردیں گے۔ اور تمام دنیا کے مسلمانوں کی نظریں بھی افغانستان پر جمی ہوئی تھیں کہ ہمارا بھی وہاں خون بہا ہے۔ افغانستان ہمارا مرکز بن کر رہے گا۔ بجائے اس کے کہ صبغت اللہ مجددی افغانستان کے بیواؤں اور یتیموں کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرے۔ اور انکے آنسو پونچھے ان کے حقوق انکو دے۔ اور ملک میں شرعی نظام قائم کرے۔ اس نے جنرل عبدالرشید دوستم کے سر پر قیادت کا تاج رکھا۔ اور اسکو اہمیت دی۔ مجددی کے اس عمل کے ساتھ افغانستان اورتمام عالم اسلام کی آرزوئیں خاک میں مل گئیں۔ اسکے بعد پھر مسلمان امید کرنے لگے۔ کہ ایک دوسرا شخص آئے گا۔ یعنی پروفیسر برہان الدین ربانی صاحب وہ یتیموں اور بیواؤں کی دلجوئی کرے گا۔ اور کفر کا مقابلہ کرکے اسلامی نظام نافذ کرے گا۔ اور تمام دنیا کے مسلمانوں کا مرکز افغانستان بن جائے گا۔ مگر اس نے بھی عبدالرشید دوستم کو اپنا نائب بنایا۔ اور دوستم نے بھی فوج میں عہدے بنائے۔ اس طرح ربانی نے بھی مسلمانوں کے آرزؤں کو خاک میں ملایا۔ اور انکے زخموں پر نمک پاشی کی۔ پھر صرف یہی نہیں کہ رشید دوستم بلکہ جنرل بابا جان گرزون کے علاقے کا ان کو بھی ربانی نے نوازا۔ اور اس کو بھی جنرل بنایا۔ اور پھراس نے اپنے آدمی بھرتی کئے۔ اور آہستہ آہستہ کیونسٹ چھاتے گئے۔ مگر جب ملت مایوس ہونے لگی۔ تو چہار آسیاب میں ایک جوان نے اعلان کیا۔ کہ ہم اس وقت تک اپنا اسلحہ زمین پر نہیں رکھیں گے۔ جب تک ایک بھی ملیشیا (کیونسٹ) کابل میں موجود رہے۔ ہم کسی سے ذاتی دشمنی نہیں رکھتے۔ حقائق آپکے سامنے لا رہے ہیں۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ ہم جھوٹ بول رہے ہیں۔ خوب متوجہ ہوں۔ یہ

شخصیت گلبدین حکمت یار کی تھی۔ کہ ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ جب تک روسی غلام افغانستان سے ایک ایک کرکے رخصت نہ ہو جائیں۔ ہم نے سمجھا شاید یہ ہمارے توقعات پر پورا اترے اور یتیموں اور بیواؤں کے سر پر دست شفقت پھیر دے۔ مگر تھوڑی مدت گزر جانے کے بعد ہم نے سنا کہ ہم آہنگی شوریٰ کے نام سے اعلان ہوا۔ ہم نے پوچھا کہ اس شوریٰ میں کون کون ہیں۔ تو پتہ لگا کہ حکمت یار' دستم اور بابا جان وغیرہ اس شوریٰ میں شریک ہیں۔ ہم نے بہت انتظار کیا کہ افغانی رہنما ہمارے آرزوؤں کو پروان چڑھائیں گے مگر افغانی رہنماؤں کا یہ حال تھا۔ جو کہ آپ نے دیکھا۔ واقعہ اس طور سے تھا کہ کابل میں ایک شخص کو وزارت داخلہ کا عہدہ سونپا گیا۔ جب وزیرداخلہ بنا۔ تو اس وزیر کے اپنے محلے کے لوگ اس کو مبارکباد دینے آگئے۔ تو وزیر سے کہنے لگے کہ تمہارے لوگ سیاف صاحب' حکمت یار صاحب' ربانی صاحب اور مزاری صاحب وغیرہ کے جو لوگ آتے ہیں۔ اور ہمارے گھروں میں گھس کر آبروئیں لوٹتے ہیں۔ یہ بہت بڑا جرم ہے۔ خداراان کو بتائیں کہ ایسا نہ کریں۔ ہماری جو بیویاں ہیں۔ بیٹیاں ہیں۔ خدارا ان کی آبروریزی تو نہ کریں اور اسی طرح ہمارے بیٹوں سے بدفعلی کرتے ہیں۔ خدارا ان کو منع کریں۔ وزیر نے کہا کہ جب یہ فریاد میں نے سنی تو میں نے استاد ربانی سے کہا کہ لوگ یہ کہتے ہیں۔ کیا کریں۔ تو استاد ربانی نے کہا کہ یہ زیادتی کرنے والے تو میرے بھی ہیں فلاں کے بھی ہیں فلاں کے بھی ہیں۔ اگر ہم اس مسئلہ کہ حل کرنے میں لگ جائیں تو پھر اسلامی نظام قائم نہیں ہوسکتا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ ان ظالموں نے بدکاری اور لواطت کے باقی رکھنے پر اسلامی نظام کے نفاذ کو موقوف رکھا یہ کہاں کی منطق اور کس کے عقل کی بات ہے۔ ایسی مثالیں بہت زیادہ ہیں۔ اتنا مختصر سمجھیں کہ یہ اعلان بی بی سی سے بھی نشر ہوا کہ کابل میں غنڈہ گردی اور زنا و لواطت کا بازار گرم ہے۔ اور ساری دنیا میں یہ بات پھیل گئی۔ ہم افغانی رہنماؤں سے توقعات رکھتے رہے مگر انہوں نے کچھ نہ سنی۔ پھر اقوام متحدہ میدان میں مسئلہ حل کرنے کے لئے آئی۔ اگرچہ میں ایک مسلمان کی حیثیت سے یہ عقیدہ نہیں رکھتا۔ کہ اقوام متحدہ بھی مسلمانوں کے مسائل حل کرسکتی ہے۔ مگر پھر بھی ہم انتظار کرنے لگے۔ بالاخر اس سے بھی کچھ نہ بن سکا۔ اقوام متحدہ سے مسلمانوں کے مسائل حل نہیں ہوتے۔ جب افغانسان میں مسائل و مشکلات بے حد بڑھ گئے۔ تو ہم ایک ایسی تنظیم کا قیام عمل میں لانا چاہتے تھے۔ جس سے عالم اسلام کے اس جہاد کے اہداف محفوظ ہو جائیں۔ اور ثمرات بھی سامنے آجائیں۔ یہاں جہاد کی جو بدنامی ہوئی۔ وہ نیک نامی سے بدل جائے اور مسلمان جس ذلت کا سامنا کر رہے ہیں۔ وہ عزت سے بدل جائے۔ جس وقت طالبان کے محدود رابطہ سے کام شروع ہو رہا تھا۔ تو کفار اور انکے منواؤں کو تو پتہ تھا کہ افغانی لوگ اپنے علماء اور طلباء کے پیچھے مضبوطی سے کھڑے رہتے ہیں۔ اور ان کا کہا مانتے ہیں۔ جب تک ان پر کسی خارجی بے دین قوتوں کا ٹھپہ نہ لگایا جائے۔ یعنی بھتان باند کر ان کو بدنام نہ

کیا جائے۔ تو وہ ان کا ساتھ نہیں چھوڑتے۔ تو انہوں نے اس تحریک کو بدنام کرنے کی سعی شروع کی تاکہ ان کو ملت سے جدا کیا جائے۔ جب تحریک شروع ہوئی۔ تو قسم قسم کے پروپیگنڈے طالبان کے خلاف شروع ہوئے۔ بعض لوگ اس موقع پر یہ سوال اٹھاتے ہیں۔ کہ طالبان کی یہ تحریک کس کی حمایت سے شروع ہوئی۔ کیونکہ لوگوں کا یہ غلط ذہن بنا ہے۔ کہ خارجی قوتوں کی حمایت کے بغیر کوئی بھی تنظیم نہیں چل سکتی۔ میرا عرض یہ ہے کہ افغانستان میں طالبان کی تحریک بیواؤں اور یتیموں کے روٹی کے ٹکڑوں اور امداد سے شروع ہوئی۔ اور اس تحریک کے آغاز کے اسباب وہی بداعمال زنا' لواطت ڈاکہ لوٹ مار بدامنی تھی۔ جو افغانستان میں پھیل گئے تھے۔ ان باتوں نے ہمیں تحریک چلانے پر مجبور کیا۔ ہم برملا اعلان کرتے ہیں۔ کہ تحریک طالبان کسی سے وابستہ نہیں۔ اس لئے کہ دنیا میں جو بھی تنظیم چلتی ہے۔ اور وہ اسلام کے لئے نہیں بنی ہوتی۔ تو وہ ضرور غیروں سے امداد لیتی ہے۔ تو وہ تحریک یا تو کمزور ہو جاتی ہے اور یا ختم ہو جاتی ہے۔ دنیا کی غیر مسلم خارجی قوتیں اتنی سادہ نہیں کہ افغانستان میں اسلام کے لئے راستہ ہموار کریں۔ یا کسی اسلامی تحریک کو امداد دیں۔ جب تک ان کے اپنے مفادات اس سے حاصل نہ ہوں۔ اس وقت تک کسی تنظیم کی مدد نہیں کرتے۔ ہم نے ابتداء سے اب تک اپنا اسلامی تشخص اپنایا ہے۔ اور انشاء اللہ اسے برقرار رکھیں گے۔ اور ہم اس مقصد تک پہنچ کر رہیں گے انشاء اللہ کبھی لوگ کہتے ہیں۔ کہ ان کے ساتھ پاکستان کی امداد اور حمایت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پاکستان ہمارا برادر ملک ہے۔ اسکے بسنے والے ہمارے اسلامی بھائی ہیں۔ لیکن اگر وہاں اسلامی نظام رائج ہوتا۔ تو تب وہ افغانستان میں بھی اسلامی نظام لانے کی کوشش کرتے۔ اور اگر وہاں پاکستان میں اسلامی نظام نہیں ہے۔ تو وہ یہاں افغانستان میں اسلامی نظام کیسے چاہتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تحریک طالبان کو امریکہ امداد دیتی ہے۔ تو ہم سوال کرتے ہیں کہ کیا امریکہ دنیا میں اسلام کو تسلیم کرتی ہے؟ افغانستان میں وہ حدود اللہ کو برداشت کرے گی؟ جبکہ ہم نے اب تک ان کی ایک بات بھی نہیں مانی اور نہ مانیں گے۔ امریکہ تو اللہ تعالیٰ کا ایک حکم بھی افغانستان میں رائج ہونا نہیں چاہتا۔ تو وہ کامل اسلامی نظام کس طرح برداشت کرے گا جس کے نفاذ کا طالبان نے تہیہ کر رکھا ہے۔ وہ ایسے نظام کے لئے قطعاً" امداد دینے کو تیار نہیں ہوسکتا۔

ربانی کے سفیر عبدالوہاب نے رات ماسکو میں اعلان کیا۔ کہ میں اس بات پر بہت خوش ہوں کہ طیارہ طالبان کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ اور پھر الٹا طالبان کو اعتراض کا بھی نشانہ بنایا کہ انہوں نے روسیوں کو کیوں قید کیا۔ میں طالبان کی تحریک کے پس منظر میں آپکا زیادہ وقت نہیں لیتا لیکن اتنی بات ضرور کہتا ہوں۔ کہ ہمیں صحیح اسلامی نظام چاہیئے۔ کیا یہ زنا اور لواطت نظام شریعت ہے؟ یا عبادت اور قرآن کی تلاوت اللہ کے قوانین اور حدود اللہ کا قیام اچھی بات ہے۔ یا روسیوں کے لئے لوگوں پر ظلم اور انکے ناموس پر ڈاکہ ڈالنا اور انکو

روسیوں کے حوالے کرنا؟ امن اچھی چیز ہے۔ یا لوگوں پر تجاوز کرنا اور ان کو دربدر کرنا۔ اور ہجرت پر مجبور کرنا؟ امن بہتر ہے یا خانہ جنگی اور ڈاکہ زنی۔ یہ ساری باتیں چھوڑیئے۔ آپ ابھی یہ کیجئے کہ یہاں سے خوست تک اور پھر ہرات تک چلے جایئے۔ جو طالبان کے مقبوضہ علاقے ہیں۔ اور اس وقت رات کا وقت ہے۔ اس قندہار میں گھومیئے۔ یہ مناظر بھی دیکھ لیجئے۔ اور پھر کابل جایئے اور انکے مقبوضہ علاقوں میں دن کو بھی اور رات بھی گھومیئے۔ ہم فیصلہ آپ پر چھوڑتے ہیں۔ کہ امن و شریعت کہاں ہے اور بدامنی کہاں؟ خود پتہ آپ سب کو چل جائے گا۔ آپ سرحدی علاقہ میں چلے جائیں اور دونوں طرف مناظر دیکھ لیں۔ ایک طرف امن و سکون ہے قرآن کی تلاوت ہے۔ اور دوسری طرف ظلم ہے۔ بدامنی ہے لواطت ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہاں مخلوط نظام آجائے۔ تمام سیاسی پارٹیاں مل کر کام کریں کیونسٹ اور غیر کیونسٹ بھی تو میں پوچھتا ہوں کہ کیا اسلام کے بارے میں مخلوط نظام کہیں کامیاب ہوا ہے؟ اور کیا اسلام کے نظام کا ذریعہ بنا ہے؟ کبھی نہیں۔ مخلوط نظام کے ہوتے ہوئے کسی ملک میں اسلامی نظام نہیں آسکتا۔ مخلوط نظام کا نقشہ سب کے سامنے ہے۔ کہ اسمیں وزارتوں اور عہدوں پر جھگڑے ہوتے ہیں۔ داخلہ و خارجہ وزارتوں کے تقسیم کے لے دئے ہوتی ہے۔ اسلامی نظام کا نام کسی نے نہ سنا ہوگا بعض لوگ کہتے ہیں کہ طالبان میں صلاحیت نہیں یہ حکومت نہیں کرسکتے۔ میں پوچھتا ہوں کہ افغانستان میں سب سے مشکل کام اسلحہ یکجا کرنا تھا یا حکومت کرنا؟ میں پوچھتا ہوں کہ اسلحہ اقوام متحدہ نے جمع کیا یا حکومت نے یا طالبان نے جمع کیا۔ اور کیا حکومت کرنا مشکل کام تھا یا حکومت کے لئے زمین سازی؟ حکومت کرنا مشکل کام تھا یا دربدر لوگوں کو اکٹھا کرنا اور انکے باہمی جھگڑوں کو ختم کرکے ان کے مابین اتفاق کی فضاء پیدا کرنا۔ تمام تنظیموں کو ختم کرکے ان کو ایک میز پر جمع کرنا مشکل کام تھا یا حکومت کرنا؟ میں عرض کرتا ہوں کہ حکومت کرنا بہت آسان ہے بنسبت ان تمام کاموں کے۔

آپ دیکھ لیں ہمارے مقبوضہ علاقوں میں قوم پرستی۔ جھگڑے نفرتیں ختم ہوئیں۔ دو تہائی علاقے میں پارٹی بازی، جتھہ بندی، لسانی نسلی گروہ بندی سب الحمدللہ ختم ہوگئے ہیں اور تمام مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرکے نفاذ شریعت کے لئے پیش رفت جاری ہے۔ یہ کام سب سے مشکل کام ہیں۔ حکومت کرنا آسان بات ہے۔ میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ انشاء اللہ افغانستان میں مکمل اسلامی نظام آکر رہے گا۔ اس ملک میں اسلامی نظام لانے کے لئے ہمارے پاس دو وسائل ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر مکمل اعتماد و یقین۔ اور دوسرا یہ کہ مسلمان ملت کے نفاذ شریعت کے لئے جدوجہد جس قوم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہو۔ اور مسلمان برادری کا تعاون جاری ہو۔ وہ قوم ضرور کامیاب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مدد آنے کے لئے طالبان کے نیک اعمال پیش خیمہ اور داعی ہیں۔ اور مسلمان ملت کی تائید و امداد جب ہمیں حاصل ہوئی تو یہ

مسئلہ حل ہو جائے گا۔ رشید دوستم کے علاقے میں بھی لوگ چاہتے ہیں۔ کہ طالبان آئیں گے۔ اور یہ مشکلات حل ہونگے انشاء اللہ یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا نمونہ ہے۔ کہ طالبان آئے ہیں اور تمام مقبوضہ صوبوں میں امن قائم ہے۔ اب ہماری آرزو یہ ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دیں پوری دنیائے کفر آپس میں اختلافات کے باوجود اسلام کے مٹانے پر متفق ہیں۔ تو ہم مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ آپس میں جتھہ بندی' پارٹی بازی ختم کریں اور نفاذ شریعت کے لئے آگے بڑھیں۔

آیئے ہم سب ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دیں۔ اور آگے بڑھیں۔ آج جو امریکہ خدائی کا دعویدار ہے۔ اور ہر جگہ وہ اپنے فیصلے منواتا ہے۔ جوڑ توڑ میں وہی آگے آتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اسکو بھی اسطرح شکست دیکر ختم کریں۔ جسطرح روس ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ یہ مذاق کی بات نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ کہ دنیائے کفر اور امریکہ کا باطل نظام ختم ہوکر رہے گا۔ وہ عروج کو پہنچ چکا اب اسکے زوال کا وقت آگیا ہے۔ اور اللہ تمام کائنات پر قدرت رکھتا ہے ایک اللہ تعالیٰ کے لئے پتھر سے پانی نکالنا مشکل ہے یا امریکہ کو ختم کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے لئے تو دونوں یکساں طور پر آسان ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی سے مارے ہوئے پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔ دنیا کی ساری قوتیں جمع ہوجائیں وہ پتھر سے ایک گلاس پانی بھی نہیں نکال سکتے۔ حضرت صالح کے لئے اللہ تعالیٰ نے پتھر سے حاملہ اونٹنی نکالی۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت تھی۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہمیں اسکی قدرت پر کامل یقین ہے۔ انشاء اللہ افغانستان کے مظلوم ملت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو جائے گی اور جس طرح اللہ نے روس کو ہمارے ہاتھوں سے ختم کیا۔ امریکہ کو بھی ختم کردیں گے۔

انشاء اللہ ربانی اور اسکے موافق سب حکومتیں بھی ختم ہوجائیں گی۔ آج حضرت محمد عمر صاحب جو ہمارے امیر منتخب ہوئے ہیں۔ انکو بھی اللہ نے منتخب کیا ہے کسی نے منتخب نہیں کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے منتخب شدہ تاریخ میں کبھی ناکام نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے منتخب کردہ بندوں کو آگ میں نجات دی ہے۔ اور ہر مشکل سے نجات دی۔ اور ادھر طالبان نے اسلامی نظام کو شروع کیا ہے۔ مخالفین بھی ہماری سرپرستی کریں۔

کچھ لوگ یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ طالبان جہاد اور مجاہدین کے خلاف ہیں۔ یہ شرمناک غلط الزام ہے۔ طلبہ چودہ سالہ جہاد میں پیش پیش رہے۔ ہمارے صوبوں کے جو والی ہیں یا امیرالمومنین ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو کہ اسلامی جہاد میں زخمی ہوئے ہیں۔ اور جہاد میں پوا حصہ لیا ہے۔ قندہار کے گورنر ملا محمد حسن حقانی کی ٹانگ جہاد ہی میں کٹ چکی ہے۔ ہم نے یہ تحریک ان لوگوں کی اصلاح کے لئے شروع کر رکھی ہے جو جہاد کو بدنام کر رہے ہیں۔ اور جہاد کو بچانا ہی ہمارا مقصد ہے۔ ہم تو اصلاح کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر اصلاح قبول نہیں کرتے تو یہ لوگ مٹ جائیں گے۔ ہم صراحت سے کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے جہاد نہیں کیا۔ وہ مجرم

ہم دو تہائی افغانستان پر قابض ہیں

تحریکِ اسلامی طالبان کے مرکزی رہنما مولانا احسان اللہ احسان سے خصوصی انٹرویو

عرفان صدیقی

مولانا احسان اللہ احسان کا شمار تحریکِ اسلامی طالبان کی صفِ اوّل کے ان رہنماؤں میں ہوتا ہے جو تحریک کے امیر ملا محمد عمر کے بے حد قریب ہیں اور اہم بنیادی فیصلوں کے سلسلے میں انتہائی مؤثر آواز رکھتے ہیں۔ احسان اللہ احسان طالبان کی شورائے عالی کے رکن بھی ہیں۔ مربوط اور مدلّل گفتگو کرتے اور اپنا مقدمہ بڑی کامیابی کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ اٹھائیس سالہ مولانا احسان اللہ تحریکِ اسلامی طالبان کے ترجمان خیال کئے جاتے ہیں۔

س۔ مولانا صاحب! آپ بتائیں گے کہ جہادِ افغانستان کے بنیادی مقاصد کیا تھے؟

ج۔ جہادِ افغانستان کے مقاصد علاقائی اور محدود نہیں تھے اور نہ یہ جہاد صرف افغانستان کے دفاع کے لئے تھا۔ یہ جہاد افغانستان کے لئے بھی تھا' پاکستان کے لئے بھی اور پورے عالمِ اسلام کے لئے بھی۔ اس جہاد میں افغانستان کے لوگوں نے بے مثال قربانیاں دیں۔ پندرہ لاکھ افراد شہید ہو گئے۔ اتنے ہی معذور اور زخمی ہوئے۔ لاکھوں کے گھر برباد ہو گئے اور لاکھوں آج تک اپنے گھروں کو واپس نہیں آ سکے۔ اتنے بڑے جہاد کے دو واضح مقاصد تھے۔ پہلا یہ کہ جارحیت کرنے والے روس اور اس کے کافرانہ نظام کو شکست دی جائے۔ دوسرا یہ کہ افغانستان میں اللہ اور رسول اللہ کا نظام نافذ کیا جائے۔ اللہ کے فضل و کرم اور افغانوں کی تاریخی قربانیوں کے باعث پہلا مقصد تو حاصل ہو گیا لیکن افسوس کہ روسیوں کے چلے جانے کے بعد بھی دوسرا مقصد حاصل نہیں ہو سکا اور ہم اسی کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔

س۔ یہ مقصد حاصل نہ ہو سکنے کے اسباب کیا ہیں؟

ج۔ اس کا سبب ہمارے لیڈروں کی باہمی کشمکش اور اقتدار کے لئے رسّہ کشی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ سب سے پہلے صبغت اللہ مجددی دو ماہ کے لئے آئے۔ بیواؤں کو توقع تھی کہ وہ ان کے سروں پر چادریں ڈالیں گے۔ یتیموں کو امید تھی کہ وہ ان کے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھیں گے۔ اسلامی نظام نافذ کرنے کے اقدامات کریں گے لیکن اس کے بجائے مجددی صاحب نے دوستم کے سر پر تاج رکھا اور اسے اہمیت دینے لگے۔ ان کے بعد پروفیسر ربانی آئے تو لوگوں نے سوچا کہ شاید اب ان کی توقعات پوری ہوں اور وہ یتیموں کے آنسو پونچھیں لیکن ربانی صاحب نے بھی لوگوں کی امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ انہوں نے بھی دوستم کو اپنا نائب بنا لیا اور بابا جان کو جنرل بنا دیا۔ دوستم اور جنرل بابا جان نے ہر جگہ اپنے آدمیوں کو کھپانا شروع کر دیا۔ وہی کیمونسٹ چھاتے چلے گئے جن کے خلاف ہم نے جہاد کیا تھا۔ نتیجہ یہ کہ ربانی صاحب سے بھی مایوسی بڑھنے لگی۔ پھر ہمیں معلوم ہوا کہ چہار آسیاب میں ایک جوانمرد نے ربانی کو للکارا ہے اور عہد کیا ہے کہ اس وقت تک ہتھیار نہیں رکھیں گے جب تک دوستم اور دوسرے کیمونسٹوں کو باہر نہیں نکال پھینکتے۔ اس جوانمرد کا نام گلبدین حکمت یار تھا۔ یہ شخص ہماری امیدوں کا مرکز بن گیا اور ہم سوچنے لگے کہ بہت جلد وہ کابل کو کیمونسٹ ملیشیا سے پاک کر دے گا۔ کچھ ہی دن بعد ہم نے سنا کہ ایک شورائے ہم آہنگی بن گئی ہے جس میں حکمت یار' مزاری اور دوستم سب شامل ہیں۔ ہم پھر پہلے ہی کی طرح انتظار کرنے لگے۔ ظلم یہ ہوا کہ عوام کی مشکلات بڑھنے لگیں۔ ڈاکے اور لوٹ مار معمول بن گئے۔ عورتوں کی عصمتیں لوٹی جانے لگیں۔ لوگ اپنے نوعمر بیٹوں کو بھی گھروں میں بند رکھنے لگے۔ زنا اور لواطت کا چلن عام ہو گیا اور حکومت کچھ نہ کر سکی۔ ہر شخص اپنے اپنے اقتدار کی جنگ لڑ رہا تھا اور کسی کی توجہ اس بات پر نہ تھی کہ اسلامی نظام کے لئے قدم اٹھایا جائے اور امن و امان بحال کیا جائے۔ یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلامی نظام کے قیام کا مقصد پورا نہیں ہو سکا۔ مدرسوں کے نوجوان طلباء نے جہادِ افغانستان میں مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ ہم یہ سب کچھ دیکھتے اور خون کے آنسو روتے تھے۔ اقوامِ متحدہ ایک شیطان کا آلۂ کار ہے اور ہم نے کبھی اس ادارے سے خیر کی امید نہیں رکھی لیکن جب محمود مستری نے کوششیں شروع کیں تو بھی ہم اس امید پر انتظار کرتے رہے کہ شاید حالات سدھر جائیں۔ لیکن جب یہ امید بھی پوری نہ ہوئی تو ہم نے عظیم جہاد کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے اپنا کردار ادا کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ اللہ کا دین نافذ کر سکیں۔

س- آپ لوگ کس طرح منظم ہوئے اور کس نے آپ کو امداد فراہم کی؟

ج- طالبان کا تعلق مختلف جہادی گروپوں کے ساتھ رہا ہے۔ ہم میں سے کچھ حکمت یار، کچھ ربانی، کچھ مولوی نبی محمدی، کچھ یونس خالص، کچھ گیلانی اور کچھ سیاف کی قیادت میں جہاد کرتے رہے۔ اس صورت حال میں ہمارا ایک دوسرے سے رابطہ ہوتا رہا اور ہم کچھ کرنے کے بارے میں سوچتے رہے۔ جہاں تک امداد کا تعلق ہے ہمیں صرف اللہ کی امداد حاصل تھی۔ یہ باطل عقیدہ ہے کہ خارجی مدد اور تعاون کے بغیر کوئی تحریک شروع نہیں ہو سکتی۔ ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہمارا کسی راستے سے کوئی واسطہ نہیں۔ ہم صرف دین کے راستے کے مسافر ہیں جس کی منزل پر پہنچ کر دم لیں گے۔

س- کہا جاتا ہے کہ آپ کو پاکستانی حکومت کا تعاون حاصل ہے؟

ج- پاکستان کی جو حکومت اپنے ملک میں اسلامی نظام نافذ نہیں کر رہی وہ ہماری مدد کیوں کرے گی؟ پاکستانی حکومت ہم سے کہیں زیادہ ربانی اور حکمت یار کی سرپرستی کر رہی ہے۔

س- یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امریکہ آپ کی پشت پر ہے؟

ج- جن مفاد پرستوں کے مفاد پر زد پڑی ہے اور جن غنڈوں کی غنڈہ گردی کا خاتمہ ہوا ہے وہ اس طرح کی افواہیں اڑا رہے ہیں۔ ہمارے خلاف ایک منظم پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ امریکہ تو اسلام کا نام سننے کا روادار نہیں وہ تو مسلمانوں کا روسیوں سے بھی بڑا دشمن ہے۔ وہ قرآن اور سنت کے ایک حکم کو بھی قانون ماننے کے لئے تیار نہیں، پورے کے پورے دینی نظام کو کیسے برداشت کر سکتا ہے۔ ہم امریکیوں سے مدد لینے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ آج امریکہ اللہ کی اس زمین پر خدائی کا دعویدار بن بیٹھا ہے۔ وہ عالم اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے اور دین کا نام لینے والی قوتوں کو ہڑپ کرنا چاہتا ہے۔ کیا کوئی بھیڑیا کسی بھیڑ کی پرورش کر سکتا ہے؟ امریکہ کس طرح اسلام کو تحفظ دے گا اور اسلامی نظام نافذ کرنے والوں کی مدد کرے گا۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک امریکہ ہے کسی اسلامی ملک میں [illegible] اسلام نہیں آنے دے گا اس لئے ہم روس کے خاتمے کے بعد امریکہ کو اپنا دشمن نمبر ایک خیال کرتے ہیں۔ انشاء اللہ وہ وقت آئے گا کہ ہم امریکہ کو اس کی سازشوں کا دندان شکن جواب دیں گے اور اسے روس والے انجام سے دوچار کریں گے۔ امریکہ اور اس کا سامراجی نظام تباہ ہو کر رہے گا۔

س- آپ اس بات پر پختہ یقین رکھتے ہیں؟

ج- جی ہاں۔ ہم اللہ اور اس کی قدرت پر پورا ایمان رکھتے ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے۔ یہ اسی قادر مطلق کی قدرت تھی کہ حضرت موسیٰؑ نے ایک پتھر پر لاٹھی ماری تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔ امریکہ اور دنیا کی ساری قوتیں مل کر پتھر سے پانی کی ایک بوند بھی نہیں نکال سکتیں۔ یہ اللہ ہی کی قدرت تھی کہ پتھر سے حضرت صالحؑ کے لئے حاملہ اونٹنی پیدا کی گئی۔ ہمیں اللہ کی قدرت اور مظلوم افغانیوں کی جرات و ہمت پر پورا یقین ہے۔ ہمارے امیرالمومنین ملا محمد عمر کو اللہ تعالیٰ نے چنا ہے۔ اس کے چنے ہوئے بندے ناکام نہیں ہو سکتے۔ حضرت رسول اکرمؐ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ابراہیمؑ سب اللہ کے چنے ہوئے بندے تھے۔ اللہ اپنے چنے ہوئے بندوں کو کبھی ناکام نہیں ہونے دیتا۔ انشاء اللہ ہم اسلامی نظام قائم کرنے میں کامیاب ہوں گے اور ہم نہیں تو ہماری نسلیں امریکہ کا وہ حشر دیکھیں گی جو ہم نے روس کا دیکھا ہے۔

س- آپ یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ملا محمد عمر کو اللہ نے چنا ہے؟

ج- امیرالمومنین ملا محمد عمر نہ جاگیردار ہیں نہ سرمایہ دار۔ نہ وہ لیڈروں کی طرح بڑا نام رکھتے تھے اور نہ وہ جوڑ توڑ کرنے والے ہیں۔ ملا عمر ایک مظلوم، درویش اور فقیر آدمی ہے۔ اس کے پاس کروڑوں ڈالر نہیں ہیں۔ اللہ کے اس سپاہی کے سامنے بڑے بڑے بدمعاش اور غنڈے دم دبا کر بھاگ گئے، اس نے جدھر قدم اٹھائے ظالموں پر کپکپی طاری ہو گئی۔ اس میں کوئی خوبی تو ہے تاکہ اس کی ہیبت سے لٹیرے کانپنے لگے ہیں۔ جہاں جہاں ملا عمر کا حکم چلتا ہے اسلام نافذ ہو چکا ہے۔ اگر اس آدمی کو اللہ نے نہیں چنا تو کس نے چنا ہے؟

س- مجاہدین کی دیگر تنظیموں نے آپ کا ساتھ کیوں نہیں دیا؟

ج- اس لئے کہ ان کی قیادتوں کے مفاد پر زد پڑتی تھی۔ ان کی مخالفت کسی اصول کی بنیاد پر نہیں۔ جب تحریک شروع ہوئی تو اکثر نے کہا کہ یہ یونس خالص کے لوگ ہیں اور اس لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں کہ معاہدے کے مطابق یونس خالص کو صدر نہیں بنایا گیا۔ کچھ نے کہا کہ یہ مولوی نبی محمدی کے طالبان ہیں۔ پھر کہا گیا کہ یہ ربانی کے لوگ ہیں۔ حکمت یار جگہ جگہ یہ اعلان کرتے رہے کہ میں طالبان کی مزاحمت اس لئے کرتا ہوں کہ وہ ربانی کے ساتھی ہیں۔ استاد ربانی کہتے تھے کہ یہ حکمت یار کے ساتھی ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ہمارے بارے میں ان کی رائے وقت کے مطابق تبدیل ہوتی رہی۔ جب ہم غزنی اور میدان شہر پہنچے تو حکمت یار نے کہا کہ یہ برطانوی ایجنٹ ہیں۔ انہوں نے ملت سے اپیل کی طالبان کے خلاف اٹھ کھڑی ہو۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد حکمت یار نے ہمیں پیغام بھیجا کہ آؤ آپس میں صلح کر لیں۔ ہم مل کر کابل فتح کرتے ہیں۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ایک طرف ہم انگریز کے ایجنٹ ہیں اور دوسری طرف ہم سے صلح صفائی کی باتیں ہوتی ہیں۔ استاد ربانی کی بھی سن لیں۔ جب ہم غزنی پہنچے تو انہوں نے وزراء پر مشتمل ایک وفد ہمارے پاس بھیجا۔ یہ وفد دو پیغام لے کر آیا۔ پہلا تو یہ کہ ہم آپ کو سلام کرتے ہیں۔ آپ دینی مدارس کے غیرت مند طالب علم ہیں۔ آپ فقرا ہیں۔ میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے بتائیں کہ میں کس کس طرح آپ کی مدد کر سکتا ہوں؟ دوسرا پیغام یہ تھا کہ حکمت یار، مزاری اور دوستم نے غزنی پر حملے کا پروگرام بنایا ہے۔ مجھے اجازت دیں کہ میں حکمت یار پر حملہ کر دوں۔

ہم نے جواب دیا کہ ہمیں روپے پیسے کی مدد نہیں چاہئے۔ ہم بھوکے رہ کر بھی تم سے زیادہ کامیاب ہیں۔ پتھر پانی میں ڈوب جاتا ہے لیکن اس کے اوپر گوبر تھوپ دیا جائے تو وہ تیرتا رہتا ہے۔ اگر ہم تمہاری یا تمہاری فوج کی مدد حاصل کریں گے تو یہ غلاظت ہوگی اور ایسی غلاظت کی مدد سے تیرنے کے بجائے ہم ڈوب جانا پسند کریں گے۔ اس پر ربانی کے وزراء استاد فائز اور رحمت اللہ نے ملا محمد عمر اخوند کے ہاتھ پر بیعت کی۔ استاد فائز نے کہا کہ آپ کی تحریک ہی خالص تحریک ہے۔ میں استاد ربانی کو جاکر یہی پیغام دوں گا اور آپ لوگ قریب آئیں گے تو کسی مزاحمت کے بغیر کابل خالی کر دیں گے۔ جب ہم کابل کے قریب چہار آسیاب پہنچے تو یہ لوگ اپنا وعدہ بھول گئے اور کہنے لگے کہ طالبان کیونسٹوں کے دوست اور قوم و ملک کے دشمن ہیں۔ ہمارے بارے میں ربانی، سیاف حکمت یار سب یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ہمارا خارجی طاقتوں سے تعلق ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کسی بھی خارجی طاقت کے ساتھ ہمارے واسطے اور تعلق کا کوئی ادنیٰ سا ثبوت بھی تمہارے پاس ہے تو سامنے لاؤ۔ ہمارے پاس تو کئی ثبوت ہیں کہ باہر سے ان کی مدد ہو رہی ہے۔ جو روسی طیارہ ہم نے یہاں اتارا تھا اور جسے روسی پائلٹ چلا رہے تھے اس میں اسلحہ بھرا ہوا تھا۔ یہ اسلحہ کس کے لئے جا رہا تھا؟

س۔ آپ لوگ ربانی حکومت سے مذاکرات کیوں نہیں کرتے؟

ج۔ میں گزشتہ رمضان میں پاکستان گیا تھا۔ وہاں ایک دینی مدرسے میں تقریر کرتے ہوئے میں نے کہا کہ اگر ربانی صاحب ہماری دو باتوں میں سے ایک بھی مان لیں تو ہم نہ صرف قندھار بلکہ اپنے زیر کنٹرول تمام صوبے ان کے حوالے کردیں گے۔ پہلی شرط یہ کہ ربانی، حکمت یار، مسعود اور سیاف اپنے مقبوضہ علاقے میں شریعت محمدیؐ کے نفاذ کے لئے ٹھوس اقدامات کریں اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو صرف "روس مردہ باد" کا نعرہ لگا دیں۔ ربانی صاحب نے اس کا جواب یہ دیا کہ جب تاجکستان کے دورے پر گئے تو فرمایا کہ افغانستان کی موجودہ صورت حال کی ذمہ داری روس پر عائد نہیں ہوتی۔ عرب و عجم کے پندرہ لاکھ مسلمانوں کو شہید کرنے والا روس معصوم کس طرح ہوگیا؟ گزشتہ دنوں جو طیارہ روسی پائلٹوں سمیت ہمارے ہاتھ سے نکل گیا اس سے صرف ہمارے ہی نہیں تمام مسلمانوں کی سبکی ہوئی۔ ہم سب بے عزتی اور شرمندگی کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔ لیکن ماسکو میں ربانی صاحب کے سفیر عبد الوہاب نے کہا کہ "مجھے روسی طیارے اور پائلٹوں کے بحفاظت نکل آنے سے خوشی ہوئی ہے۔" آپ خود سوچیں کہ قرآن کی تلاوت کرنے والے، شریعت محمدیؐ نافذ کرنے والے، حدود اللہ قائم کرنے والے اور افغانستان کے خیرخواہ ہمدردی کے مستحق تھے یا روسی۔ اس طرح کا ذہن اور سوچ رکھنے والوں سے ہم کیا مذاکرات کریں۔

س۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ بھی کابل کی مخلوط حکومت میں شامل ہو جائیں اور مل جل کر اصلاح احوال کی کوشش کریں؟

ج۔ جہاں بھی مختلف پارٹیاں مل کر مخلوط حکومت بناتی ہیں ان میں باہمی جھگڑے چلتے رہتے ہیں۔ صدر کا جھگڑا، وزیر اعظم کا جھگڑا، وزیروں اور گورنروں کی تقرری کا جھگڑا۔ پھر ہر پارٹی کی اپنی ترجیح ہوتی ہے۔ ہماری ترجیح صرف اور صرف اسلام ہے اور ہمارا خیال یہ ہے کہ اسلامی نظام کسی طرح کے مخلوط سیاسی نظام کے چوکھٹے میں فٹ نہیں ہوتا۔ اس میں ایک امیر المومنین ہی اختیارات کا مرکز ہوتا ہے۔

س۔ کیا طالبان ایک مضبوط حکومت قائم کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں؟

ج۔ مجھے معلوم ہے کہ کچھ لوگ طالبان کے بارے میں یہ پروپیگنڈہ بھی کر رہے ہیں کہ طالبان اچھی اور مستحکم حکومت قائم نہیں کرسکتے۔ میں پوچھتا ہوں کہ افغانستان میں گھر گھر سے اسلحہ جمع کرنا مشکل کام ہے یا حکومت کرنا۔ پندرہ صوبوں میں اسلحہ کس نے جمع کیا ہے؟ امریکہ نے یا اقوام متحدہ نے یا طالبان نے؟ افغانستان میں حکومت کرنا مشکل ہے یا زراعت کو فروغ دینا؟ افغانستان میں حکومت کرنا مشکل ہے یا باہمی جھگڑوں اور نزاعات کو ختم کرنا۔ آپ اپنے ملک پاکستان کا حال دیکھ لیں۔ حکومت تو ہو رہی ہے لیکن باہمی جھگڑوں اور تصادم کا کیا حال ہے؟ ہم افغانستان کے دو تہائی حصے پر قابض ہیں۔ آپ کسی جگہ جاکے دیکھ لیں کہ امن و امان کا کیا حال ہے؟ دن یا رات کے کسی حصے میں آپ باہر نکل جائیں۔ کسی کی جرات نہیں کہ کوئی آنکھ اٹھاکر آپ کی طرف دیکھے۔ لوٹ مار کا دور ختم ہو چکا ہے۔ کسی کی جرات نہیں کہ وہ کسی پر ظلم یا زیادتی کرے۔ ہم تمام سیاسی دھڑے بندیاں اور فرقہ بازیاں ختم کرکے لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر رہے ہیں۔ میں بشارت دیتا ہوں کہ اللہ کے فضل و کرم سے ہم نہ صرف ایک مضبوط اور مثالی حکومت قائم کرلیں گے بلکہ نفاذ شریعت کے عظیم مقصد میں بھی کامیاب ہو جائیں گے۔ ہمارا اللہ پر پختہ ایمان ہے۔ ملتِ اسلامیہ ہماری پشت پر ہے۔ جب ایک جماعت کے ساتھ اللہ کی نصرت اور اسلامی برادری کی حمایت ہو تو وہ ضرور کامیاب ہوتی ہے۔

س۔ ایک تاثر یہ ہے کہ طالبان "جہاد" کے خلاف ہیں؟

ج۔ یہ تاثر سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ ہم سب جہاد میں شامل رہے ہیں۔ میرے پہلو میں قندھار کے گورنر صاحب بیٹھے ہیں۔ آپ دیکھ لیں۔ ان کی ایک ٹانگ جہاد ہی میں ضائع ہوئی۔ ہمارے امیر المومنین ملا محمد عمر اخوند کی آنکھ بھی جہاد کے دوران ضائع ہوئی۔ ہم تو جہاد کے خلاف بولنے والے کو بھی مجرم سمجھتے ہیں۔ جو نظام اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے وہ بھی مجرم ہے۔ جو افغانی مسلمان کو جدا اور تقسیم کرتا ہے وہ بھی مجرم ہے۔

س۔ موجودہ صورتِ حال کے پیش نظر آپ کو یہ خدشہ نہیں کہ خدانخواستہ نفاذِ اسلام کا یہ تجربہ ناکامی سے بھی دوچار ہو سکتا ہے؟

ج۔ صورتِ حال یقیناً نازک ہے لیکن ہر زمانے میں پیغمبروں کو

بھی اس سے کہیں زیادہ ناگفتہ بہ حالات ملے ہیں۔ ہمارا دل کہتا ہے کہ ہم ناکام نہیں ہوں گے۔ ہمیں معلوم ہے کہ مغرب اور امریکہ ہمارا راستہ روکیں گے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ بین الاقوامی فضا ہمارے حق میں نہیں۔ بی بی سی' سی این این اور دوسرے ذرائع ابلاغ ہمارے خلاف پروپیگنڈہ کر رہے ہیں یہ واقعی ایک بڑا چیلنج ہے۔ لیکن ہم خدا کی تائید و حمایت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ترکی کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ وہاں مغربی تہذیب کی جڑیں کتنی گہری ہیں لیکن رفاہ پارٹی کے اربکان کامیاب ہو گئے ہیں۔ شیشانی کے مجاہدین نے روس کے دانت کھٹے کر دیئے ہیں۔ ہم پیچھے نہیں آگے بڑھنے کے لئے اٹھے ہیں۔

س۔ اربکان نے تو جدید زمانے کے مطابق کئی مصلحتوں کو قبول کر لیا ہے۔ آپ کیمرے سے تصویر تک نہیں لینے دیتے۔ یہ کیسے چلے گا؟

ج۔ اربکان صاحب نے جو کچھ کیا' ترکی کی تہذیب و ثقافت کے حوالے سے وہ کسی انقلاب سے کم نہیں۔ ان کے ہاں پورے ترکی میں کسی پردہ دار خاتون کو تلاش کرنا مشکل ہے۔ ہمارے ہاں کسی اسکرٹ پہننے والی بے پردہ خاتون کو تلاش کرنا ناممکن ہے۔ ہم اپنے تہذیبی پس منظر میں اسلام کے تقاضے پورے کریں گے اور انشاءاللہ کوئی انگلی نہیں اٹھا سکے گا۔

س۔ کیا گزشتہ ماہ بھارت اور پاکستان میں متعین امریکی سفیر آپ سے ملنے آئے تھے؟

ج۔ ہرگز نہیں۔ یہ مکمل طور پر جھوٹ ہے۔ ینگ براؤن آیا تھا اور ناکام واپس لوٹ گیا۔

س۔ آپ کے زیر کنٹرول پندرہ صوبوں میں کوئی خاتون سرکاری ملازمت میں ہے؟

ج۔ عمومی طور پر تو نہیں البتہ بعض شفاخانوں میں چند خاتون ڈاکٹر کام کر رہی ہیں۔

س۔ جب آپ افغانستان کے دو تہائی حصے پر قابض ہیں تو دنیا سے اپنی حکومت تسلیم کرنے کی اپیل کیوں نہیں کرتے؟

ج۔ اس معاملے پر ہم نے ابھی کوئی حتمی رائے قائم نہیں کی۔

بقیہ ص ۳۴

ہیں۔ اور جو لوگ جہاد کی بدنامی کی کوشش کر رہے ہیں وہ بھی مجرم ہیں۔ اور اس وقت بھی جو اسلامی نظام کے راستے میں رکاوٹ بنیں گے وہ بھی مجرم ہیں۔ اور جو لوگ افغانستان کے لوگوں کو دوسرے مسلمان ملت سے جدا کرنے کی کوشش میں ہیں وہ بھی مجرم ہیں۔ میں اپنی باتیں ختم کرنا چاہتا ہوں اگر میری کوئی بات آپکی طبیعت کے خلاف ہوئی ہو۔ تو میں اس پر معذرت چاہتا ہوں اگر کوئی سوال ہو یا کوئی بات پوچھنی ہو۔ تو میں صبح تک بیٹھنے کے لئے تیار ہوں۔

بقیہ ص ۷۵

قابلِ قبول نہیں تو ہر ولایت سے پانچ پانچ سو اکابر جمع کئے جائیں۔ اس طرح پندرہ ہزار کی ایک قوت بن جائے گی جو عبوری طور پر کابل کا کنٹرول سنبھالے اور دفاع کی ذمہ دار ہو۔ اس کے بعد ساری جماعتیں اس گرینڈ شوریٰ کے فیصلے کو تسلیم کر کے کسی فارمولے پر متفق ہو جائیں تاکہ ایک مضبوط اسلامی حکومت قائم ہو سکے۔

جامعہ حقانیہ سے افغان طالبان کی افغانستان روانگی

عبدالقیوم حقانی

اگست حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی دورہ افغانستان سے واپس ہوئی۔ 11 بجے اسلام آباد ایئرپورٹ پر اترے مولانا سمیع الحق، مولانا راشد الحق اور شفیع الدین فاروقی اسلام آباد میں رک گئے مولانا محمد یوسف شاہ اولسوال محمد حکیم، احقر کاتب الحروف اور دیگر رفقاء 2 بجے کے قریب اکوڑہ خٹک پہنچ گئے مولانا نے اسلام آباد میں ضروری کام نمٹائے اور عشاء کے بعد وہ اکوڑہ خٹک تشریف لے آئے۔ ادھر دارالعلوم میں اساتذہ مشائخ اور طلبہ و متعلقین مولانا کی واپسی اور طالبان افغانستان کے چشم دید واقعات اور رفقاء سفر کے مشاہدات کا شدت سے منتظر تھے۔ عصر کی نماز میں طلبہ کا مجھ پر ہجوم ہوگیا وہ مجھ سے کچھ سننا چاہتے تھے مگر مجھ پر ملیریا بخار کا شدید حملہ تھا سفر کی تھکان اس پر مستزاد تھی دارالعلوم کے مشائخ اور اساتذہ کرام اور طلبہ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی جستجو میں تھے وہ مسجد میں نہیں آرہے تھے تب ان کو بتایا گیا کہ حضرت اسلام آباد میں رک گئے ہیں رات گئے تک ان کی واپسی ہوگی اور کل وہ آپ کو اپنے سفر کے تاثرات اور طالبان سے متعلق چشم دید واقعات سنائیں گے حضرت قائد محترم رات کو تشریف لائے تو صبح سویرے سے احباب و مخلصین کا اصرار تھا کہ طلبہ دارالعلوم کے شدید انتظار اور بے چینی کے پیش نظر ایک خصوصی تقریب کا انتظام کیا جائے طلبہ کی درخواستیں مختلف جماعتوں کی طرف سے اسی مطالبہ پر مشتمل رقعے بھی حضرت کے پاس گھر میں آنا شروع ہوگئے۔ حضرت قائد محترم نے تقریب منعقد کرنے اور طلبہ کے تعلیمی وقت میں سفر افغانستان کے مشاہدات بیان کرنے کے بجائے دورہ حدیث کے طلبہ سے اپنے ترمذی کا درس پڑھانے کے بعد چھٹی کے وقت سفر کی مختصر روئیداد سنانے کا فیصلہ کرلیا دورۂ حدیث کے طلبہ کے لئے واقعتاً" یہ بات قابل مسرت تھی تاہم دوسرے درجات کے طلبہ کو جب اس کی اطلاع ملی تو سب جامع مسجد دارالعلوم میں جمع ہوگئے کیونکہ اس سال طلبہ دورہ حدیث کی کثرت کی وجہ سے قدیم دارالحدیث تنگ پڑگیا ہے اور جدید دارالحدیث (ایوان شریعت) تکمیل

کے مراحل میں ہے الغرض مسجد کھچا کھچ بھر گئی حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے معمول کے مطابق اولاً" ترمذی شریف کا درس پڑھایا اور اس کے بعد ایک گھنٹہ تک طالبان افغانستان کی کامیابیاں' نام شریعت کے برکات غیبی مدد اور فتوحات اور ان کی ہر ممکن مدد و نصرت اور معاونت کی ضرورت پر مفصل خطاب فرمایا۔

اور موجودہ حالات میں وہاں پر طالبان کی ضرورت افرادی قوت کے احتیاج کے پیش نظر جامعہ حقانیہ سے افغانستان میں طالبان کی نصرت کے لئے جانے والے طلبہ کے لئے حسب سابق مزید خصوصی مراعات کا اعلان فرمایا اور افغانی طلبہ کو وہاں بر سر پیکار طالبان کے ساتھ عملاً" شرکت کی دعوت دی۔

چنانچہ اسی روز جامعہ حقانیہ سے عشاء کی نماز تک 200 طلبہ جانے کے لئے تیار ہوگئے اور صبح بروز جمعہ ان کی تعداد ڈھائی سو (250) تک پہنچ گئی صبح کے ساڑھے نو بجے احقر بوجہ بیماری کے شدید علیل اور صاحب فراش تھا دروازہ پر دستک ہوئی تو دارالعلوم کے طلبہ کا اژدہام ہے کہنے لگے۔

استاد جی ! کل قائد محترم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے تقریر فرمائی ہم لوگ متاثر ہوئے اور اب ڈھائی سو کا قافلہ تیار ہے رات طلبہ نے خود دارالعلوم کے تمام ہاسٹلوں میں جاکر اپنے طلبہ دارالعلوم میں سے چندہ اکٹھا کیا اور گاڑیاں سپیشل کرکے اب قافلہ تیار ہے طلبہ گاڑیوں میں بیٹھے ہیں آپ اگرچہ بیماری ہیں مگر طلبہ کی خواہش ہے کہ آپ ان کو چند منٹ اپنے ہدایات دیں اور دعا کرکے انہیں الوداع کریں۔کہیں ۔

احقر نے سعادت سمجھی گھر سے باہر آیا تو دارالعلوم کے ساتھ والی سڑک پر گاڑیوں کی لمبی قطار ہے دارالعلوم سے ڈھائی سو افغانی طالبان کا قافلہ تیار ہے اور انہیں رخصت کرنے کے لئے حقانیہ کے تمام طلبہ جمع ہیں احقر بیمار تھا تقریر نہ کرسکا دعا پر اکتفا کیا قافلہ جامعہ حقانیہ کے افغانی مدرس حضرت مولانا شمس الرحمان مدظلہ کی قیادت میں سوئے منزل رواں ہوا مولانا شمس الرحمان تحریک طالبان کے اولین روز سے معاون بلکہ بنیادی رکن اور تقریباً" تمام معرکوں میں شریک رہے ہیں حقانیہ کے طلبہ کو ساتھ لیکر اب بھی خط اول تک پہنچے اور ایک ہفتہ گذار کر تدریسی ذمہ داری کے پیش نظر واپس تشریف لے آئے ہیں احقر نے ان سے انٹرویو لیا اور تازہ ترین صورتحال دریافت کی جو درج ذیل ہے۔

میرے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ ہم لوگ یہاں سے اپنے اساتذہ کرام کی دعاؤں سے خیر و عافیت سے رات کے نو بجے خوست پہنچے وہاں کے طالبان جامعہ حقانیہ کی اس تازہ ترین جاندار اور عظیم کمک پر بہت خوش ہوئے یہاں کی طالبان قیادت کے مشورہ سے حقانیہ سے جانے والے طلبہ کو مختلف علاقوں میں مختلف ڈیوٹیاں سمجھانے کے لئے تقسیم کردیا گیا بعض ساتھی یہاں خوست میں رہ گئے بعض کو

صوبہ ارگون بھیجا گیا بعض لوگر بھیج دیئے گئے مجھے اور میرے ساتھ پچاس طلباء کو میدان شہر بھیجے جانے کا فیصلہ کیا گیا پھر وہاں سے جلال آباد کے لئے جانے کی منصوبہ بندی کی گئی جامعہ حقانیہ کے پچاس طلبہ پر مشتمل ہماری جماعت کے رفقاء دوسرے روز لوگر پہنچے اور اگلی رات میدان شہر میں پہنچائی رات کو آرام کیا صبح اپنی ذمہ داریاں اور ڈیوٹیاں سنبھالیں اسی روز عصر کے وقت جب ہم نماز پڑھنے گئے تو ربانی حکومت نے طالبان اور میدان شہر کے بے گناہ باشندوں پر بمباری شروع کردی جو مسلسل دو روز تک جاری رہی۔ اس میں گیارہ مرتبہ شدید ہوائی حملے کئے گئے اس سے اگلے روز حکومتی افواج نے طالبان کے میدان شہر پر یلغار کردی اس میں ٹینک اور توپخانہ کھلا استعمال کیا اس حملہ میں کابل حکومت نے کگرہ پہاڑ اور للندر کا درہ طالبان سے قبضہ کرلیا مگر طالبان نے اسی روز ظہر کے وقت 2 بجے کے قریب دوبارہ حکومتی افواج پر حملہ کیا حکومت پر حملہ دونوں طرف سے تھا کگرہ پہاڑ پر بھی اور للندرہ درہ پر اور میرے ساتھ دارالعلوم حقانیہ کے طلبہ للدرہ درہ پر حملہ کرنے والے طالبان کے ساتھ شریک تھے ہم نے تھوڑی دیر جنگ کے بعد دوبارہ اپنے مقبوضہ علاقوں کو حکومت سے واگزار کرا لیا۔

جب میں نے پوچھا کہ اس موقع پر طالبان کی جانب سے حملہ کرنے یا حکومت کی طرف سے یلغار میں آپ کی کیا پوزیشن تھی فرمایا میں صف اول میں تھا بایاں پاؤں دکھایا جو شدید زخمی تھا للندرہ درہ پر حملہ کے دوران دشمن کی گولی سے زخمی ہوا۔ فرمایا للندرہ پہاڑ پر چڑھنے میں 5 گھنٹے سفر کیا چڑھائی بہت مشکل تھی ہاتھ اور پاؤں دونوں لگا کر چلتے رہے پانی بھی نہ تھا چڑھائی کے ساتھ بے انتہا پیاسے تھے۔ وجود پر بھی مختلف مقامات پر زخم تھے جو اس لڑائی میں لگے حکومتی فوج کے دس آدمی کام آئے طالبان کو فتح حاصل ہوئی ہم رات کے تین بجے اپنے مراکز واپس پہنچ گئے۔

جب میں اس معرکہ سے واپس جامعہ حقانیہ تدریس کے لئے روانہ ہونے لگا تو ملا بور جان نے طالبان کے ساتھ جن میں دارالعلوم حقانیہ کی تازہ کمک کے افراد بھی شریک تھے ازرہ کی طرف پیش قدمی کی جو سروبی کا ایک حصہ ہے اور حقانیہ پہنچا تو خبر آئی کہ انہوں نے ازرہ پر قبضہ حاصل کرلیا۔ کگرہ پہاڑ کی جنگ میں ایک طالب علم شہید ہوا للندرہ کے درہ میں ایک طالب علم محمد گل حقانی زخمی ہوا جبکہ ایک طالب علم لاپتہ ہے ابھی اطلاع آئی ہے کہ وہ بھی مل گیا ہے ملا بور جان کی قیادت میں جلال آباد جانے اور اس کی مرکزی قیادت سے پرامن طور پر انتقال اقتدار کی باتیں کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ جلال آباد کے بعض مرکزی رہنماؤں وزیروں اور کمانڈروں سے طالبان کے مذاکرات بھی جاری تھے جو ہر لحاظ سے حوصلہ افزاء تھے۔

جامعہ حقانیہ کے پچاس افغانی طلبہ بھی جلال آباد کے معرکہ میں شرکت کے لئے مختلف گروپوں میں تشکیل ہوگئے احقر یہاں کی تدریسی ضرورت اور امتحانات کی قربت کے پیش نظر اجازت لیکر اپنی مادر علمی جامعہ حقانیہ واپس آگیا۔

طالبان کا افغانستان

عرفان صدیقی

براہ راست مشاہدے پر مبنی چشم کشا رپورٹ

(بشکریہ تکبیر)

ذوقِ خدائی رکھنے والے غازیوں اور پُراسرار بندوں کی سرزمین افغانستان کی پوری تاریخ ایسے معجزوں سے آراستہ ہے جو صرف مردانِ کار ہی کے ہاتھوں رونما ہوتے ہیں- یہ ان غیرت مند انسانوں کا وطن ہے جنہوں نے کبھی غلامی کی زندگی سے سمجھوتہ نہیں کیا جنہوں نے کبھی اپنی آزادی و خود مختاری کا سودا نہیں کیا- جو اپنے وطن کی خدمت کو اپنی ماؤں‘ بہنوں کی عصمت کی طرح عزیز رکھتے ہیں ماضی قریب میں ان اللہ کے سپاہیوں نے دنیا کی فرعون مزاج سپرپاور سوویت یونین پر جس طرح کاری ضرب لگائی اس نے افغان تاریخ کو نئی تابانی و درخشانی دی ہے-

اپنی مجاہدانہ اذانوں سے پہاڑوں میں شگاف ڈالنے والے آج سنگ الزام اور تیرِ دشنام کا نشانہ ہیں کہ وہ افغانستان کو وہ کچھ نہیں دے سکے جس کی توقع تھی- شکستِ خواب کے اس موسم میں غیروں کی بن آئی ہے اور وہ ایک بار پھر اپنے بغض کا اظہار کر رہے ہیں- اسی پس منظر میں نمودار ہونے والی طالبان کی نئی قوت نے نہ صرف تیزپا فتوحات کے پرچم گاڑے بلکہ اپنے آپ کو افغانستان کی توانا تحریک کے طور پر بھی منوالیا- طالبان کی نمو اتنی اچانک اور اتنی بھرپور تھی کہ آج تک اس پر پُراسراریت کا پردہ پڑا ہوا ہے- انہیں جاننے‘ انہیں پہچاننے‘ انہیں غور سے دیکھنے اور انہیں سمجھنے کی خواہش ہر اس فرد کے دل میں پائی جاتی ہے جو افغانستان کی فلاح سے دلچسپی رکھتا اور جلد افغانستان کو حتمی طور پر کامیاب دیکھنا چاہتا ہے- لہٰذا جب جمعیت العلمائے اسلام (س) کے سیکریٹری جنرل اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مہتمم مولانا سمیع الحق نے مجھے قندھار اور ہرات کے دورے کی دعوت دی تو میں نے اسے ایک اچھا موقع خیال کیا- کمر کی تکلیف افغانستان کی کمردری اور ناہموار سڑکوں پر سفر کی حوصلہ شکنی کرتی رہی لیکن میں سخت جان افغانوں کا تصور ذہن میں لاتے ہوئے آمادۂ سفر ہو گیا- مولانا ایک بڑے قبیلہ عشاق کے ہمراہ نکلے جس میں ان کی جماعت کے چاروں صوبائی امیر اور سوادِ اعظم اہلِ سنت کے رہنما مولانا اسفندیار بھی شامل تھے- علماء کے اس کاروانِ فضیلت میں چار اخبار نویس بھی تھے- نوائے وقت کے سلطان سکندر‘ این این آئی کے طارق سمیر‘ روزنامہ پاکستان کے زاہد جھنگوی اور راقم الحروف- کوئی آٹھ گاڑیوں پر مشتمل یہ قافلہ ۲۰ راگست کی صبح دس بجے کوئٹہ سے چمن کے لئے روانہ ہوا جو پاک افغان سرحد پر ایک معروف تجارتی شہر ہے- پہاڑی کے بیچوں بیچ بل کھاتی ہوئی یہ سڑک عمدہ اور ہموار تھی اور تقریباً ایک سو بیس کلو میٹر کا یہ فاصلہ تین گھنٹوں میں طے ہوا-

پاکستان کی چیک پوسٹ پر ایف آئی اے کے عملے نے معمول کی کارروائی مکمل کی- مولانا سمیع الحق کے پاسپورٹ پر "ویزا" کی مہر کو سارے قافلے کے لئے جوازِ سفر خیال کیا گیا اور ہم امام صاحب کی اقتداء میں داخلِ افغانستان ہو گئے-

"قوماندانی بولاک" افغانستان کی سرحد پر پہلی چیک پوسٹ ہے- پاکستانی اور افغانی چیک پوسٹ کے درمیان قندھار کے میئر اور طالبان کے نمائندوں نے استقبال کیا- یہ لوگ اپنے ہمراہ گاڑیاں بھی لائے تھے- پاکستان سے جانے والی گاڑیاں فارغ کر دی گئیں اور ہم طالبان کی گاڑیوں میں براجمان ہو گئے- بولاک کی چیک پوسٹ پر مستعد نوجوان طالبان نے پہلی گاڑی سے تعارف چاہا اور کسی تردد کے بغیر زنجیر اٹھالی- جدید زمانے کی پختہ اور ہموار سڑک چمن کے بارڈر پر ہی رہ گئی تھی اور اب ہم جس آڑی ترچھی ٹوٹی پھوٹی ‘ندی نالوں اور ناہموار ٹیلوں والی شاہراہ پر چل رہے تھے وہ کوئی بائیس سال پہلے ایک کشادہ اور پختہ سڑک تھی-

بولاک میں جن باریش نوجوانوں نے ہمارا استقبال کیا ان میں سے کسی کے بارے میں کچھ پتہ نہ چلا کہ یہ کون ہیں- نہ تعارف ہوا‘ نہ گفتگو‘ نہ کوئی اور رسمی کارروائی- گلے ملے- اسلام و علیکم ورحمتہ اللہ علیہ کہا- ہاتھ ملایا اور گاڑیوں میں بٹھا کر چل دیئے- ہماری گاڑی صرف چار صحافیوں کے لئے مخصوص تھی- بولاک سے نکلتے ہی ہمیں ہر کلو میٹر‘ دو کلو میٹر کے فاصلے پر سڑک کے دونوں طرف شکستہ کوٹھڑیاں اور ٹوٹے پھوٹے گھروں کے کھنڈر دکھائی دیئے- میں نے اپنے پہلو میں بیٹھے خوش مزاج ڈرائیور سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے ملی جلی فارسی‘ اردو اور پشتو میں بتایا کہ یہ وہ پھاٹک یا چیک پوسٹیں ہیں جو مختلف گروہوں نے بنا رکھی تھیں- آنے جانے والی گاڑیوں کو پھاٹک پر قابض مسلح گروہ روک کر گاڑی اور مالک کی حیثیت کے مطابق خراج وصول کرتا تھا- مسافروں کی گھڑیاں‘ خواتین کے زیورات اور گاڑی کی قیمتی سامان بھی چھین لیا

جاتا تھا۔ اکثر لوگ اپنی قیمتی اشیاء پاکستان کی آخری چیک پوسٹ پر "امانتاً" رکھ جاتے تھے۔ میں نے بولاک سے قندھار تک ایسی ۴۹ چوکیوں کے آثار دیکھے۔ بعد ازاں قندھار میں پاکستانی قونصل جنرل جناب عزیز الرحمٰن گل اور دیگر افراد نے ان چوکیوں کے کار پردازوں کی جو لرزہ خیز وارداتیں سنائیں وہ قلم کی زبان پر نہیں لائی جا سکتیں۔ عصمت ملیشیا کی چوکیاں تو خوف و دہشت کی علامت تھیں۔ ایسے بھی واقعات ہوئے کہ نوجوان لڑکیوں اور نو عمر خوبرو لڑکوں کو گاڑیوں سے اتار لیا گیا۔ طالبان نے اس علاقے پر قابض ہوتے ہی تمام چوکیاں ملیامیٹ کر دیں اور آج انسانی عزت و توقیر کے یہ مرگھٹ ویران پڑے ہیں۔ طالبان نے عصمت ملیشیا کے منصور اور دیگر سفاکوں کا دور تک تعاقب کیا۔ انہیں موت کے گھاٹ اتارا اور ان کی لاشیں ٹینکوں کی بلند نالوں سے لٹکا کر انہیں قندھار ایئرپورٹ کے قریب سڑک پر کھڑا کر دیا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے چوکیوں پر ہی نہیں، قندھار شہر میں بھی دہشت و بربریت کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ چمن سے قندھار تک کی بستیوں کے لوگ کئی دن قندھار ایئرپورٹ کے قریب عبرت کا نظارہ کرتے رہے۔ آج بولاک سے قندھار تک صرف دو پوسٹیں ہیں ایک بارڈر پر اور ایک شہرِ قندھار کی سرحد پر۔ دونوں جگہ کوئی ٹیکس وصول نہیں کیا جاتا صرف گاڑی اور مسافروں کو ایک نظر دیکھا جاتا ہے۔

چمن کی سرحد پار کرتے ہی جب گاڑیوں نے سڑک کے دائیں رخ چلنا شروع کر دیا تو ہمیں احساس ہوا کہ ہم ایک ایسی آزاد سرزمین میں داخل ہو گئے ہیں جس پر برطانوی سامراج کا سایہ نہیں پڑا۔ جہاں جہاں برٹش راج کے سورج کی کرنیں پڑیں وہاں ٹریفک بائیں ہاتھ چلتا ہے اور غلامی کے عہد کی یہ یادگار کسی ملک کی تاریخ کی بڑی پہچان بن گئی ہے۔ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ہمیں قندھار سے پاکستان کی طرف آتے ٹرک ملتے رہے جن پر انگوروں کی پیٹیاں، گریے' اور ٹائر لدے ہوئے تھے۔

طالبان نے سڑک کے کنارے کہیں کہیں ٹیوب ویل نصب کر دیے ہیں جن کے باعث زراعت کو خاصی ترقی ملی ہے اور کہیں کہیں ہرے بھرے شاداب کھیت نظر آنے لگے ہیں۔ ان کھیتوں میں عموماً تربوز اور گرما کی فصلیں اگتی ہیں۔ یہ دونوں پھل بے حد شیریں ہیں اور پاکستان کے مقابلے میں نہایت ارزاں بھی۔

ہمیں طالبان، ان کے نظام حکومت، ان کے اندازِ کار اور ان کی "شانِ نزول" کے بارے میں بہت کچھ جاننے کی آرزو تھی اور ہم اپنے ڈرائیور پر مسلسل سوالوں کی چاند ماری کر رہے تھے اور وہ حسبِ توفیق ہمیں معلومات فراہم کر رہا تھا۔ اس نے ہمیں بتایا کہ طالبان کے زیرِ کنٹرول علاقے میں مراتب اور مناصب کی تمیز اور عہدوں کا کرّوفر ناپید ہے۔ صوبے کا والی ہے یا کسی دفتر کا معمولی اہلکار۔ کسی میں کوئی فرق نہیں۔ نہ کوئی آن بان، نہ پروٹوکول، نہ ہٹو بچو کی صدائیں اور نہ وی آئی پی کلچر۔ ہمیں یہ بات کچھ ناقابلِ یقین سی لگی۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ گورنر، وزیر، مشیر اور بڑے بڑے سرکاری عمّال عام لوگوں کے درمیان، عام لوگوں کی طرح رہتے ہوں؟ ہمارے ہاں تو تھانے کا ایک ایس ایچ او اور تحصیل کا ایک اسسٹنٹ کمشنر بھی ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتا اور جب چاہے اپنے اختیارات کے تازیانوں سے کسی بھی شخص کی پیٹھ لہولہان کر سکتا ہے۔ ہم نے آپس میں کہا کہ یہ شخص گپ بازی کر رہا ہے۔ اصل حقیقت قندھار پہنچ کر معلوم ہو جائے گی۔ میں نے ڈرائیور سے اس کا نام پوچھا۔ وہ بولا۔ "ملّا ہدایت اللہ۔" میں نے گپ باز ڈرائیور سے پوچھا۔ "ہدایت اللہ تم کیا کام کرتے ہو؟" اس نے جواب دیا۔ "میں قندھار کا ڈپٹی کمشنر اور میئر ہوں۔" ہم چاروں پتھرائی ہوئی آنکھوں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور ڈپٹی کمشنر ڈرائیور ملّا ہدایت اللہ اپنی دُھن میں مگن گاڑی چلاتا رہا۔ ●

ہماری گاڑیاں قندھار میں داخل ہوئیں تو دن ڈھل چکا تھا اور سورج اپنے گھر جانے کے لئے پہاڑوں سے لگا کھڑا تھا۔ دیواروں کے سائے لمبے ہو رہے تھے لیکن دیواریں تھیں کہاں؟ جا بجا زخم خوردہ، سینہ چاک اور داماں دریدہ ڈھانچے کھڑے تھے۔ چھتیں اڑ چکی تھیں، مضبوط ستون بھاری گولہ باری کی مسلسل ضربوں سے چور چور ہو چکے تھے۔ کھڑکیوں، دروازوں اور دریچوں کے پٹ گھروں کا ایندھن بن چکے تھے اور بڑے بڑے بے ڈھب سوراخ، بے خواب آنکھوں کی طرح خلاؤں میں گھور رہے تھے۔ گاڑیاں ابھی تک قندھار ہرات روڈ ہی پر تھیں جس کے دونوں طرف ایک آفت زدہ شہر کے حرماں نصیب در و دیوار ٹوٹی پھوٹی منڈیروں پر حسرتِ تعمیر کی تختیاں لٹکائے کھڑے تھے۔ افغانوں کی سخت جان زندگی کوچہ و بازار میں زندہ و بیدار تھی۔ اس میں آسودہ اور مطمئن بستیوں والی زیبائی اور رعنائی تو نہ تھی لیکن ہر حال میں زندگی گزارنے کا فن سکھانے والی توانائی ضرور تھی۔ گاڑیاں کم کم، تھوڑی سی موٹر سائیکلیں، بہت سی سائیکلیں اور ڈھیر سارے پیدل لوگ، چھوٹی بڑی دکانیں، ریڑھیاں، کھوکھے اور ایسی گہما گہمی جس میں تفریح سے کہیں زیادہ مجبوریوں اور ضرورتوں کا پھیکا پن ہوتا ہے۔ ہمارے ڈپٹی کمشنر کم ڈرائیور نے بتایا کہ یہ قندھار ہے۔ میں سوچنے لگا کہ اس شہر نا پرساں کی بوڑھی آنکھوں نے نہ جانے تاریخ کے کیسے کیسے مناظر دیکھے ہوں گے۔ کن کن فاتحین کے نیزوں نے اس کا جگر چھلنی کیا ہو گا؟ زندگی کی کیسی کیسی لطافتیں یہاں خیمہ زن رہی ہوں گی؟ قندھار آج ماضی کی داستانوں سے دور کھڑا نئے عہد کے نئے

زخموں کو چاٹ رہا ہے۔ دریائے ارغنداب کے کنارے موجودہ شہر چودھویں صدی میں آباد ہوا اور اس وقت سے ولایت کا حکومتی مرکز چلا آرہا ہے۔ گرشک اور نسبت کے قدیم شہر نئے قندھار میں تحلیل ہو چکے ہیں۔ قندھار کی ولایت یا صوبے میں دریائے ہلمند' دریائے ترنک' دریائے ارغبان اور دریائے ارغنداب کی زرخیز وادیاں شامل ہیں۔ یہ علاقہ تاریخی طور پر دُرّانیوں کا مرکز رہا ہے۔

ہمیں جس عمارت میں ٹھہرایا گیا' اسے غالباً آج کے قندھار کی سب سے اچھی اقامت گاہ کہا جاسکتا ہے۔ لیکن عمومی معیار کے حوالے سے وہ ایک اوسط درجے کا ریسٹ ہاؤس تھا۔ ایک بڑا ہال۔ متعدد چھوٹے بڑے کمرے اور ان سب کے لئے صرف تین باتھ روم۔ سچی بات یہ ہے کہ حالتِ جنگ سے دوچار طالبان کے پاس اس سے زیادہ اگر کچھ تھا تو ڈھیر ساری محبتیں' بے پایاں خلوص اور بات بات سے ٹپکتی ہوئی اپنائیت۔ کہا جاتا ہے کہ یہ جگہ کبھی سردار داؤد کا مسکن تھی۔ پھر گورنر ہاؤس بنی۔ کابل کے مرکزی حکمران قندھار آتے تو یہیں قیام کیا کرتے تھے۔ کیمونسٹ عہد کے آخری فرمانروا ڈاکٹر نجیب اللہ کی جہازی شیورلیٹ گاڑی اس عمارت کے خزاں رسیدہ لان میں آج بھی کھڑی ہے۔ سیاہ رنگ کی یہ شکستہ پا گاڑی صرف نجیب ہی کی نہیں' سوویت یونین کی سیاہ بختی کا سمبل بھی بن گئی ہے۔

مولانا سمیع الحق اور صحافیوں کے مراسم اس لئے بڑے خوشگوار ہیں کہ مولانا نے کبھی علم کی عظمت اور عالمانہ تمکنت کو اپنے اوپر طاری نہیں ہونے دیا۔ ان کی بے تکلفی' بذلہ سنجی' نکتہ آفرینی اور شگفتہ گوئی نے ہمارے اس سفر کو کبھی بوجھل نہ ہونے دیا۔ طالبان ان کے لئے بچھے جا رہے تھے اور مولانا کو ہمارے آرام و آسائش کا خیال بے کل کئے رکھتا تھا۔ چائے' مشروبات اور قندھار کے شیریں پھلوں سے تواضع کے بعد بھاری بھر کم میزبان شخصیات کی آمد شروع ہوگئی۔ مولانا محمد حسن طالبان کی اعلیٰ قیادت میں بہت نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ قندھار کے گورنر رہ چکے ہیں اور حال ہی میں انہیں پانچ صوبوں کے امور کا سربراہ بنایا گیا ہے۔ غزنی' زابل' قندھار' ہلمند اور اورزگان کے گورنر ان کے ماتحت آتے ہیں۔ شورائے عالی کے رکن اور اسپیکر ہیں۔ مولانا سمیع الحق اور ان کے وفد سے مولانا محمد حسن کا تعارف کرایا گیا۔ سادہ و درویش سے اس شخص کی آنکھوں میں بلا کی چمک تھی۔ انہوں نے مختصر گفتگو کرتے ہوئے کہا۔۔۔"

بھائیو! میں خوش ہوں کہ تم پاکستان سے ہمیں ملنے آئے ہو۔ ہماری باتیں سننے آئے ہو۔ ہم اور تم دو نہیں ہم کل بھی ایک تھے' آج بھی ایک ہیں اور انشاء اللہ کل بھی ایک رہیں گے۔ تم نے جہاد میں بھی ہمارا ساتھ دیا' جہاں ہمارا لہو گرا وہاں تم نے بھی اپنا خون بہایا۔

آج افغانستان کو امن اور سکون کی ضرورت ہے۔ تعمیرِ نو کی ضرورت ہے۔ اللہ کا وہ نظام قائم کرنے کی ضرورت ہے جس کے لئے جہاد کیا گیا۔ تم یہاں جب تک چاہو رہو خوب گھوم پھر کر دیکھو عام لوگوں سے ملو۔ تمہیں پتہ چلے گا کہ طالبان نے کس طرح اپنی ماتحت ولائتوں کو امن کا گہوارہ بنادیا ہے۔ پندرہ ولایتیں ہمارے کنٹرول میں ہیں۔ جب سے اسلامی تحریکِ طالبان کی حکومت قائم ہوئی ہے ان پندرہ صوبوں میں پندرہ افراد بھی قتل نہیں ہوئے۔ ڈکیتی' اغوا' چوری اور لوٹ مار کی وارداتیں ختم ہو چکی ہیں راستے اور شاہراہیں محفوظ ہیں۔ کوئی شخص رات کے کسی لمحے سونا اچھالتا ہوا میلوں چلا جائے کوئی اس کی طرف آنکھ اٹھاکر نہیں دیکھے گا۔ میں ایک ذاتی واقعہ سناتا ہوں' کچھ دن قبل میرا گزر ضلع ارغندہ کے جنگلات سے ہوا جن میں کئی بستیاں بھی ہیں عشاء کے بعد کا وقت تھا۔ میں نے دیکھا کہ پانچ خواتین کسی مرد کے بغیر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں جا رہی ہیں۔ میں نے وہیں سجدہ کیا اور اللہ کے حضور شکرانہ کے نوافل پڑھے۔ تیز جائیگو۔۔! میں اس جگہ کی بات کر رہا ہوں جہاں دن کے وقت بھی پچاس ساٹھ آدمی قافلہ بنا کر چلا کرتے تھے۔ جہاں اغوا' قتل' ڈکیتی' زنا کاری' غنڈہ ٹیکس اور دہشت گردی کی وارداتیں معمول بن گئی تھیں۔ جہاں نہ کوئی قانون تھا نہ کوئی ضابطہ۔ یہ اللہ کے قانون کی برکت ہے کہ ہماری پندرہ ولایتوں کی وادیاں' پہاڑیاں' جنگل' ویرانے' شہر گاؤں اور سڑکیں محفوظ ہیں۔ یہ ہمارا نہیں حدود اللہ کا کمال ہے۔ آج ہماری مائیں' بہنیں اور بیٹیاں ہمیں دعاؤں کی سوغات بھیجتی ہیں کہ تم نے ہماری نیندیں لوٹادی ہیں۔ مغرب ہمارے خلاف پروپیگنڈہ کر رہا ہے مگر ہمیں کسی کی پرواہ نہیں۔ ہم نے انسانوں کی بستیوں کو بھیڑیوں اور درندوں سے نجات دلادی ہے۔ کوئی شخص اسلحہ نہیں رکھ سکتا۔ شادی بیاہ ہو یا کسی کا استقبال یا کوئی اور تقریب' بندوق کی ایک گولی بھی فائر نہیں کی جاسکتی۔ تم لوگ آئے ہو تو ضرور ان بستیوں کو دیکھو۔ لوگوں سے ملو' وہ جو کچھ کہیں وہ اپنے وطن جاکر بتاؤ' اپنے اخباروں میں لکھو"۔

مولانا محمد حسن کی گفتگو میں بلا کی روانی تھی اور ان کے ہر لفظ سے بھرپور اعتماد ٹپکتا تھا۔ امن و امان کی بحالی اور جرائم کی بیخ کنی بلاشبہ طالبان کی تحریک کا سب سے نمایاں پہلو ہے جس کی تصدیق ہر شخص کرتا ہے۔ مولانا سمیع الحق مجمع عشاق میں گھرے بیٹھے تھے کہ شورائے عالی کے رکن اور تحریک کے مرکزی رہنما مولوی احسان اللہ احسان آگئے۔ مولانا سمیع الحق کے ہاتھوں کو بوسہ دینے اور معانقہ کرنے کے بعد وہ ہم سے ملے اور دیر تک باتیں کرتے رہے۔

چند لمحوں بعد حاجی ملا محمد حسن رحمانی تشریف لے آئے۔ روشن چہرے اور دہکتی آنکھوں والا یہ مجاہد روسیوں کے خلاف لڑتے ہوئے اپنی ایک ٹانگ سے معذور ہو چکا ہے۔ ملا محمد حسن رحمانی ریسٹ ہاؤس میں داخل ہوئے تو ہمیں کسی سائرن کی آواز سنائی نہ دی۔ کوئی ہنگامہ بپا نہ ہوا' ہٹو بچو کی صدائیں نہ اٹھیں۔ سر پر سیاہ پگڑی اور کندھے پر سیاہ چادر ڈالے یہ چالیس بیالیس سالہ

میں ہوتے ہیں۔ وہ ہر محفل میں سب سے اونچی، سب سے بنی سنوری کرسی پر بیٹھتا ہے اور اس کے اندازِ نگاہ سے نخوت اور بڑائی کی شعاعیں پھوٹتی ہیں۔ ملا محمد حسن رحمانی تو گورنری کے ماتھے پر دھبہ ہے۔ میں دیر تک اپنے سامنے بیٹھے والی قندھار کو دیکھتا رہا اور دیکھتے دیکھتے اس کا قد اونچا ہونے لگا۔ اونچا ہی اونچا۔ جاہ و جلال اور کروفر کے دنیوی پیمانوں سے اتنا اونچا کہ میرے لئے اس کے چہرے پر نگاہ ڈالنا مشکل ہو گیا۔ مجھے یوں لگا کہ ہمارے چاروں گورنر اوپر تلے کھڑے ہو کر بھی ملا محمد حسن رحمانی کی بائیں ٹانگ کے مصنوعی جوتے تک نہیں پہنچ پاتے۔ ہم گورنر سے ادھر ادھر کی متفرق باتیں کرنے لگے۔ گورنر نے ہمیں بتایا کہ —" میں پہلے بیت المال کا ایک چھوٹا اہلکار تھا۔ پھر مجھے تعمیرِ نو کا شعبہ دیا گیا۔ کوئی ڈیڑھ ماہ قبل مولانا محمد حسین کی ترقی ہونے کے بعد شورائے عالی نے قندھار کا والی بنادیا ہے میں اس ذمہ داری کے بوجھ تلے دبا جا رہا ہوں۔ ہماری پہلی ترجیح امن و امان ہے تاکہ عوام سکون کی نیند سو سکیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہم اس مقصد میں بڑے کامیاب رہے ہیں۔ ہم نے اسلامی قانون کے مطابق عدالتیں قائم کر رکھی ہیں۔ ضلع سطح کی قاضی عدالت ابتدائیہ کہلاتی ہے۔ اگر کوئی شخص ابتدائیہ کے فیصلے سے مطمئن نہ ہو تو وہ صوبائی سطح پر اپیل کورٹ میں جا سکتا ہے جسے مرافعہ کہتے ہیں۔ اگر وہ اس فیصلے سے بھی مطمئن نہ ہو تو وہ مرکزی عدالت یعنی سپریم کورٹ میں جا سکتا ہے جسے تمیز کہا جاتا ہے۔ تمیز کی سطح پر کسی طرح کی بحث نہیں ہوتی کوئی ذاتی پیشی نہیں ہوتی یہ عدالت صرف ریکارڈ دیکھتی ہے اور اگر مرافعہ کے فیصلے میں کوئی خامی دیکھے تو اس کی نشاندہی کر کے نظرِ ثانی کے لئے مرافعہ کو واپس کر دیتی ہے۔ اگرچہ عمومی طور پر یہاں وکیلوں کا ادارہ نہیں مدعی اور مدعا علیہ خود قاضی کے سامنے دلائل دیتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص وکیل کی خدمات لینا چاہتا ہو تو اس پر کوئی پابندی نہیں۔ کسی شخص کو اسی وقت سزا ملتی ہے جب وہ ان تمام مراحل سے گزر چکا ہو۔ ہمارے ہاں پولیس کا بھی موثر نظام قائم ہے۔" قوماندانِ امنیہ "یعنی تھانے کام کر رہے ہیں ان کا نظم طالبان کے سپرد ہے جن کی وردیاں تو نہیں البتہ مخصوص کارڈ ہیں۔ ہمارے طالبان وردی پہننا پسند نہیں کرتے۔ ہم نے جس کامیابی کے ساتھ اسلحہ واپس لیا ہے اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔ طالبان بستی بستی گئے، اعلان کیا۔ لوگوں نے اپنی مرضی سے اسلحہ جمع کرا دیا کیونکہ انہیں ہم پر اعتماد ہے۔ ممکن ہے بعض افراد کے پاس اب بھی اسلحہ ہو اس کی واپسی کے لئے ہماری خفیہ پولیس کام کر رہی شخص مصنوعی ٹانگ کے باعث لنگڑاتا ہوا کمرے میں داخل ہوا تو اس کے آس پاس کوئی کلاشنکوف بردار محافظ نہ تھا۔ مجمعے میں سے کسی نے اٹھ کر بتایا کہ یہ ہیں حاجی ملا محمد حسن رحمانی، قندھار کے گورنر، ولایت قندھار کے والی"۔ قندھار کے والی نے جھک کر مولانا سمیع الحق سے مصافحہ کیا ہم سب سے ہاتھ ملایا اور خاموشی سے بیٹھ گیا۔ چند لمحوں کے لئے مجھے افغانوں کی کم مائیگی کا احساس ہوا اور مجھے ترس آیا کہ ایک صوبے کا گورنر اور یہ بے چارگی؟ میرے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے کسی گورنر کو دیکھو۔ اس کی آن بان اور شان پر نظر ڈالو۔ اس کے سینکڑوں کنال پر پھیلے عالی شان محل پر نظر ڈالو۔ سینکڑوں لشکارے مارتی گاڑیوں کے بیڑوں کو دیکھو۔ باوردی خدام کی فوج ظفر موج کا تصور کرو۔ ہزاروں کے عملے اور سینکڑوں کے ذاتی اسٹاف کا خیال کرو۔ ہر پل تیار ہیلی کاپٹروں اور خصوصی طیارے کی آن بان دیکھو اور یہ دیکھو کہ جب ہمارا گورنر اپنے محل گورنری سے برآمد ہوتا ہے تو اس کے آگے پیچھے دائیں بائیں کیسی ہاہاکار مچی ہوتی ہے۔ عام ٹریفک سہم کر ایک طرف رک جاتا ہے اور سائرن کی صدا فضاؤں کو چیرتی گورنر کی شوکت و حشمت کا نقش جماتی سینوں میں اترتی چلی جاتی ہے۔ کروڑوں کے نقد اس کی مٹھی

میں ہوتے ہیں۔ وہ ہر محفل میں سب سے اونچی، سب سے بنی سنوری کرسی پر بیٹھتا ہے اور اس کے اندازِ نگاہ سے نخوت اور بڑائی کی شعاعیں پھوٹتی ہیں۔ ملا محمد حسن رحمانی تو گورنری کے ماتھے پر دھبہ ہے۔ میں دیر تک اپنے سامنے بیٹھے والی قندھار کو دیکھتا رہا اور دیکھتے دیکھتے اس کا قد اونچا ہونے لگا۔ اونچا ہی اونچا۔ جاہ و جلال اور کروفر کے دنیوی پیمانوں سے اتنا اونچا کہ میرے لئے اس کے چہرے پر نگاہ ڈالنا مشکل ہو گیا۔ مجھے یوں لگا کہ ہمارے چاروں گورنر اوپر تلے کھڑے ہو کر بھی ملا محمد حسن رحمانی کی بائیں ٹانگ کے مصنوعی جوتے تک نہیں پہنچ پاتے۔ ہم گورنر سے ادھر ادھر کی متفرق باتیں کرنے لگے۔ گورنر نے ہمیں بتایا کہ —" میں پہلے بیت المال کا ایک چھوٹا اہلکار تھا۔ پھر مجھے تعمیرِ نو کا شعبہ دیا گیا۔ کوئی ڈیڑھ ماہ قبل مولانا محمد حسین کی ترقی ہونے کے بعد شورائے عالی نے قندھار کا والی بنادیا ہے میں اس ذمہ داری کے بوجھ تلے دبا جا رہا ہوں۔ ہماری پہلی ترجیح امن و امان ہے تاکہ عوام سکون کی نیند سو سکیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہم اس مقصد میں بڑے کامیاب رہے ہیں۔ ہم نے اسلامی قانون کے مطابق عدالتیں قائم کر رکھی ہیں۔ ضلع سطح کی قاضی عدالت ابتدائیہ کہلاتی ہے۔ اگر کوئی شخص ابتدائیہ کے فیصلے سے مطمئن نہ ہو تو وہ صوبائی سطح پر اپیل کورٹ میں جا سکتا ہے جسے مرافعہ کہتے ہیں۔ اگر وہ اس فیصلے سے بھی مطمئن نہ ہو تو وہ مرکزی عدالت یعنی سپریم کورٹ میں جا سکتا ہے جسے تمیز کہا جاتا ہے۔ تمیز کی سطح پر کسی طرح کی بحث نہیں ہوتی کوئی ذاتی پیشی نہیں ہوتی یہ عدالت صرف ریکارڈ دیکھتی ہے اور اگر مرافعہ کے فیصلے میں کوئی خامی دیکھے تو اس کی نشاندہی کر کے نظرِ ثانی کے لئے مرافعہ کو واپس کر دیتی ہے۔ اگرچہ عمومی طور پر یہاں وکیلوں کا ادارہ نہیں مدعی اور مدعا علیہ خود قاضی کے سامنے دلائل دیتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص وکیل کی خدمات لینا چاہتا ہو تو اس پر کوئی پابندی نہیں۔ کسی شخص کو اسی وقت سزا ملتی ہے جب وہ ان تمام مراحل سے گزر چکا ہو۔ ہمارے ہاں پولیس کا بھی موثر نظام قائم ہے۔"

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً (القرآن)

حیاتِ شیخ القرآنؒ

العارف باللہ الشیخ الکامل عبدالہادی شاہ منصوری رحمہ اللہ تعالیٰ

جس میں

آپ کے مکمل سوانح حیات، تعارف مشائخ و اساتذہ کمالات و امتیازات
ترویج علوم و معارف قرآنیہ اور خدمت علم حدیث کیساتھ ساتھ قصبہ
شاہ منصور کی تاریخی حیثیت پر سیر حاصل تبصرہ موجود ہے اسی طرح یہ کتاب
علوم القرآن تاریخ اور ادب کیساتھ شغف رکھنے والوں کے لئے
ایک حسین مرقع ہے

○

تالیف
مولانا محمد ابراہیم فانی مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مکتبہ امام شاہ ولی اللہؒ

اکوڑہ خٹک ○ سرحد ○ پاکستان

قوماندان امنیہ "یعنی تھانے کام کر رہے ہیں ان کا نظم طالبان کے سپرد ہے جن کی وردیاں تو نہیں البتہ مخصوص کلاہ ہیں۔ ہمارے طالبان وردی پہننا پسند نہیں کرتے۔ ہم نے جس کامیابی کے ساتھ اسلحہ واپس لیا ہے اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔ طالبان بستی بستی گئے' اعلان کیا۔ لوگوں نے اپنی مرضی سے اسلحہ جمع کرادیا کیونکہ انہیں ہم پر اعتماد ہے۔ ممکن ہے بعض افراد کے پاس اب بھی اسلحہ ہو اس کی واپسی کے لئے ہماری خفیہ پولیس کام کر رہی ہے ہم نے کسی گھر میں گھس کر اسلحہ نہیں لیا۔ خفیہ پولیس کا نام "ریاستی احتساب" ہے۔ کوئی اہم اطلاع ملے تو سب سے پہلے رئیس یعنی محکمے کے سربراہ کو مطلع کیا جاتا ہے۔ وہ ضروری سمجھے تو اسے امیر المومنین کے علم میں لاتا ہے۔ ہمارے چیف جسٹس یا قاضی القضاۃ مولانا خلیل اللہ فیروزی ہیں۔ ہمارے ہاں سرکاری عمّال کی کوئی تنخواہ مقرر نہیں ان کے عزیز و اقارب 'بھائی بیٹے محنت مزدوری کرتے ہیں اور اسی سے گزارا ہوتا ہے۔ امیر المومنین جب ضروری خیال کریں بیت المال سے اعزازیہ عطا کر دیتے ہیں۔ میرے پاس تین چار افراد کا عملہ 'ایک دفتر اور ایک گاڑی ہے"۔

رات گہری ہوتی جارہی تھی' قندھار کی آنکھیں نیند سے بوجھل تھیں۔ میرے صحافی دوستوں کو پریشانی کھائے جارہی تھی کہ خبریں کس طرح اپنے اداروں کو بھیجی جائیں۔ مولانا سمیع الحق کے معاون خصوصی' جواں سال مولانا یوسف ہمارے معاون خصوصی بن چکے تھے۔ کیونکہ مولانا کو طالبان کی شکل میں معاونین اور خدام کی ایک پوری فوج میسر آگئی تھی۔ کئی وزراء تو باقاعدہ مولانا کی "مٹھی چاپی" کر رہے تھے۔ ہم یوسف صاحب کے ہمراہ ریڈیو قندھار کی عمارت میں پہنچے۔ طالبان نے شکوک سے لبریز آنکھوں کے ساتھ ہمیں گھورا۔ یہ آٹھ منزلہ عمارت "قندھار ہوٹل" کا نیا بلاک تھا جسے پوری طرح مکمل ہونا بھی نصیب نہ ہوا۔ عمارت پر جابجا گولیوں اور گولوں کے نشان ہیں۔ تقریباً تمام کمرے آسیب زدہ دکھائی دیتے تھے۔ دو تین کمروں میں ریڈیو قندھار کا کل اثاثہ ہے۔ یہ ریڈیو چوبیس گھنٹوں میں صرف تین سوا تین گھنٹے بیدار رہتا ہے۔ صبح سات بجے سے سوا آٹھ بجے تک اور شام ۶ بجے سے ۸ بجے تک۔ اس دوران خبروں کے مختصر بلیٹن ہوتے ہیں۔ تلاوت' تفسیر قرآن' فہم حدیث' سیاسی تبصرے اور بعض عمومی مسائل پر گفتگو نشر کی جاتی ہے۔ موسیقی ممنوع ہے۔ مولانا محمد اسحاق امیر ریڈیو کے مدیر مسئول ہیں۔ ریڈیو کا کل اسٹاف تقریباً پچیس افراد پر مشتمل ہے۔ ان میں کوئی خاتون نہیں نہ ہی ریڈیو کسی خاتون کی آواز نشر کر سکتا ہے۔ رات کے پہلے پہر ہی ریڈیو سو رہا تھا اور عجب ویرانی طاری تھی۔ مری مری سی دو تین شمعیں روشن تھیں۔ عملے نے بتایا کہ یہاں تو فون ہی خراب ہے اس لئے فیکس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مولانا سمیع الحق ایک چھوٹی سی فیکس مشین بریف کیس میں ڈال لائے تھے لیکن فون نہ ملنے کے باعث اس کی رگِ جاں میں زندگی نہ آسکی۔ اگرچہ ہمارے ہمراہ سرکاری محافظ بھی تھا لیکن ریڈیو کی عمارت کے دالان میں چند "اجنبیوں" کو دیکھ کر ریڈیو کی حفاظت پر مامور طالبان خاصے چوکنے ہو چکے تھے۔ معلوم ہوا کہ اسی عمارت میں ٹیلی ویژن اسٹیشن بھی قائم ہے۔ تجسس بڑھا اور ہم نے اسٹوڈیوز دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ معلوم ہوا کہ ٹی وی کے آلات اور اسباب تو موجود ہیں لیکن کمروں پر بھاری قفل پڑے ہیں مدت سے کوئی پروگرام نشر نہیں ہوا۔

خبروں کے پلندے تھامے میرے ساتھی واپس ریسٹ ہاؤس آگئے۔

جہاں اعلیٰ عمّالِ حکومت کی ریل پیل تھی کھانا سجا تھا وزیر برتن اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔ رئیس ہاتھ دھلوا رہے تھے۔ گورنر تولیہ لئے کھڑا تھا اور ہمارا ڈپٹی کمشنہ ڈرائیور چاولوں کی بڑی بڑی تھالیاں اٹھا اٹھا کر لا رہا تھا۔

ایک بار پھر حیرتوں کی خوشگوار شبنم گرنے لگی۔ معلوم ہوا کہ چار رکنی صحافتی ٹیم کے قیام کا انتظام پاکستان قونصلیٹ جنرل میں کیا گیا جو وہاں سے کوئی دو سو گز دور واقع ہے۔ وہ آرام دہ' آراستہ پیراستہ کمرے ہمارے منتظر تھے۔ جناب عزیز الرحمٰن گل' قندھار میں پاکستان کے قونصل جنرل ہیں۔ خوش شکل' خوش مزاج اور خوش خصال ان کے عملے نے ہمیں ہاتھوں ہاتھ لیا۔ دن بھر کی تھکن ہمارے اعصاب کو لوریاں دینے لگی اور چند لمحوں بعد ہم قندھار اور پاکستان کی سرحدوں سے کوسوں دور نکل گئے۔

جناب عزیز الرحمٰن گل سے دیر تک غیر رسمی باتیں ہوتی رہیں۔ انہوں نے امن و امان کی بحالی' اسلحہ کی واپسی اور شاہراہوں کو محفوظ کردینے کے حوالے سے طالبان کی قیادت کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ طالبان سے پہلے اور بعد کے حالات کا موازنہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ شدید قسم کی انارکی نے لوگوں کا سکون حرام کر رکھا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھروں کے اندر بھی محفوظ نہ تھے۔ مکروہ قسم کے سماجی و اخلاقی جرائم عام ہوگئے تھے لیکن اب سارا نقشہ ہی بدل گیا ہے۔ شاہراہوں کے محفوظ ہوجانے سے آمدورفت بہت بڑھ گئی ہے۔ لیکن غیر قانونی تجارت کو بھی فروغ حاصل ہوگیا ہے۔

ہمارے پروٹوکول آفیسر مولانا یوسف شاہ گاڑی لے کر آگئے۔ ریسٹ ہاؤس اسی طرح آباد اور پر رونق تھا۔ مولانا سمیع الحق بارات کا دولہا بنے مرکزی صوفے پر تشریف فرما تھے۔ اکوڑہ خٹک کے سرچشمۂ فیضان سے کسبِ فیض کرنے والے طالبان ان پر اپنی عقیدتیں نچھاور کر رہے تھے۔ قندھار کے گورنر ملا محمد حسن رحمانی' شورائے عالی کے سینئر رکن احسان اللہ احسان' رئیس امور خارجہ ملا محمد غوث اخوند' پانچ صوبوں کے نظم کے سربراہ مولانا محمد حسن' عدالتوں کے قاضی انتظامیہ کے ارکان' اور صفِ اول کے قائدین صبح ہی صبح مولانا کی بارگاہ میں حاضر ہو چکے تھے۔ ہم بھی مریدانِ ارادت کیش کی طرح ایک دیوار کے ساتھ لگے صوفوں پر بیٹھ گئے۔ کمرے کے وسیع فرش پر قالین بچھے تھے جس پر مولانا کے وفد کے

اراکین اور طالبان جلوہ گر تھے۔ اتنے میں اطلاع ہوئی کہ امیر المومنین تشریف لا رہے ہیں۔ ہمارے ذہنوں میں افغانستان کے دو تہائی رقبے پر محیط پندرہ صوبوں کے حاکم مطلق کا جاہ و جلال انگڑائی لینے لگا۔

افغانستان ایک مدت سے انتیس صوبوں میں منقسم رہا ہے لیکن کچھ عرصہ قبل دو نئے صوبوں کی تخلیق سے یہ تعداد اکتیس ہوگئی ہے۔ روایتی انتیس صوبوں میں سے پندرہ صوبے طالبان کے قبضے میں ہیں۔ قندھار، ہلمند، ہرات، زابل، اوزرگان، پکتیکا، لوگر، غزنی، میدان شہر، خوست، پکتیا، فرح، بدغیس، نیمروز اور غور پر طالبان کا سفید پرچم لہراتا ہے جس پر کلمۂ طیبہ رقم ہے۔ ہر صوبے کا ایک گورنر ہے جو صوبائی شوریٰ کے مشورے سے نظم و نسق چلاتا ہے۔ گورنر کے لئے اب بھی "والی" کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ پندرہ ولایتوں کو بہتر نظم کے خیال سے تین وحدتوں میں بانٹ دیا گیا ہے۔ ہر وحدت کے تحت پانچ صوبے آتے ہیں اور ان کا سربراہ رئیس اعلیٰ یا زونل چیف کہلاتا ہے۔ پندرہ صوبوں کے والی اور تین وحدتوں کے رئیسان اعلیٰ مرکزی مجلس شوریٰ "شورائے عالی" کے رکن ہیں۔ قندھار ان پندرہ صوبوں کا مرکزی دارالحکومت ہے جہاں مختلف محکموں کے رئیس اور تین وحدتوں کے رئیسان اعلیٰ بیٹھتے ہیں۔ "شورائے عالی" اختیارات کا اعلیٰ ترین ماخذ ہے۔ ملا محمد عمر اخوند شورائے عالی کے سربراہ اور امیر المومنین ہیں۔ پندرہ صوبوں میں ملا محمد عمر اخوند کی جنبشِ لب، قانون، ضابطہ یا آرڈی ننس ہی نہیں، آئین و دستور کا درجہ رکھتی ہے۔ تحکم اور اختیار و اقتدار کی اتنی بلند مسند پر بیٹھنے والے ملا محمد عمر اخوند کے جلال و جمال کی صورت گری کرتے چند لمحے ہی گزرے تھے کہ ایک جوانِ رعنا ہال میں داخل ہوا۔ ساڑھے چھ فٹ سے نکلتا ہوا قد، چست اور مستعد بدن، سفید چہرہ، گھنی سیاہ داڑھی، ملیشیا کے رنگ کا لمبا کرتا اور ٹخنوں کو چھوتی شلوار، سیاہ پگڑی، گہرے سبز رنگ کی واسکٹ، سیاہ رنگ کی بڑی سی چادر کندھے پر، پاؤں میں

چپل، چال میں استقامت، انداز میں استغنا، اس جوانِ رعنا کے داخل ہوتے ہی طالبان سرو قامت کھڑے ہوگئے۔ کسی نے کہا "امیر المومنین تشریف لے آئے"۔ تمام حاضرین مجلس بھی احتراماً کھڑے ہوگئے۔ پانچ چھ چست و توانا نوجوان کلاشنکوفیں اٹھائے امیر المومنین کے ہمراہ تھے۔ ملا محمد عمر اخوند مولانا سمیع الحق سے معانقہ کرنے کے بعد اپنے قریب موجود افراد سے ملے اور مولانا سمیع الحق کے بائیں پہلو میں صوفے پر بیٹھ گئے۔ پندرہ صوبوں کے حاکم مطلق کی آمد سے قبل بھی یہ شورِ قیامت بپا ہوا نہ پروٹوکول کے ضابطے حرکت میں آئے نہ سڑکوں پر پہرے بٹھائے گئے نہ ٹریفک رکی، نہ سائرن کی چیخ و پکار بلند ہوئی اور نہ معمولاتِ حیات درہم برہم ہوئے۔ چھتیس سالہ امیر المومنین، اپنی اقامت گاہ سے یوں ریسٹ ہاؤس پہنچ گیا جیسے گلی کوچوں میں رہنے والا کوئی عام سا آدمی اپنے مہمان سے ملنے کسی مسافر خانے پہنچ جاتا ہے۔

ملا محمد عمر اخوند ایک عرصہ تک قندھار اور کوئٹہ کے علمی مدارس میں زیر تعلیم رہے۔ افغانستان عرصۂ جہاد میں داخل ہوا تو ملا عمر تعلیمی سلسلے کو ادھورا چھوڑ کر معرکۂ حق و باطل میں شریک ہوگئے۔ ایک عرصہ تک مولوی محمد نبی محمدی کی حرکت انقلاب اسلامی میں شامل رہتے ہوئے مختلف محاذوں پر روسیوں کے خلاف مصروف جہاد رہے۔ پھر پروفیسر برہان الدین ربانی کے ساتھ رابطہ استوار ہوا اور جمعیت اسلامی کے پلیٹ فارم سے جہاد میں شریک رہے اور ایک نڈر اور حوصلہ مند مجاہد کی حیثیت سے نام پیدا کیا۔ ان کی دائیں آنکھ اسی جہاد کی نذر ہوگئی۔ مجاہدین رہنماؤں کی باہمی کشمکش سے نوجوان مجاہدوں کے خواب بکھرنے لگے تو ملا محمد عمر نے دینی مدارس کے ان طالبان کو ایک لڑی میں پرو دیا جو جہاد کو منطقی ثمرات سے بہرہ مند دیکھنا چاہتے تھے۔ عسکری اور سیاسی محاذ پر ابھرنے والی اس قوت کے بارے میں طرح طرح کے نظریات ہیں۔ کچھ لوگ اسے خودرو خیال کرتے ہیں اور کچھ کا کہنا ہے کہ اس تخم کی باقاعدہ آبیاری کی گئی ہے اور اب بھی اس کی نگہداشت اور پرداخت کا سلسلہ جاری ہے۔ طالبان کی تخلیق کا سبب کچھ بھی ہو، آج وہ افغانستان کی ایسی قوت ہے جسے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا اور اس قوت کا فرمانروا ہمارے سامنے بیٹھا تھا۔ ملا عمر کم آمیز بھی ہیں اور کم گو بھی۔ میل ملاقات اور لمبی گفتگو ان کے مزاج سے مطابقت نہیں رکھتے۔ ہمیں بھی مسلسل یہی تاثر ملتا رہا کہ شاید ان سے ملاقات نہ ہوسکے۔ پھر خبر اڑی کہ مولانا سمیع الحق ایک دو ساتھیوں اور اخبار نویسوں کے ہمراہ امیر المومنین سے ملاقات کو جائیں گے۔ پھر پتہ چلا کہ ملا عمر خود مولانا سمیع الحق سے ملنے آئیں گے۔ اللہ کے اس پُراسرار بندے کو اتنا قریب دیکھ کر ہماری دھڑکنیں تو تیز ہونا ہی تھیں، خود طالبان کے چہرے گلنار ہوئے جا رہے تھے۔

مولانا سمیع الحق نے حمد و ثنا کے بعد کہا کہ "ہمارے دل میں آپ لوگوں سے ملنے کی بڑی تمنا تھی۔ میں، میرے ساتھی علما اور پاکستان کے نامور صحافیوں کی یہ مختصر سی ٹیم اس سرزمین کو دیکھنے آئے ہیں۔ آپ نے ایسی عظیم جدوجہد کی ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ کی قربانیوں نے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ کردی ہے۔ تمام عالم اسلام جہادِ افغانستان کی کامیابی کے لئے دعا گو تھا۔ اس جہاد کی کامیابی کے بعد ملت اسلامیہ اس کے ثمرات کی منتظر تھی۔ جہاد کی کامیابی کا تقاضا تھا کہ افغانستان میں ایک مستحکم اسلامی حکومت قائم ہوتی اور جنگ کی مصیبتوں کے ستائے ہوئے افغانی عوام اسلامی نظام کے سائے تلے نئے دور کا آغاز کرتے۔ افسوس کہ پندرہ لاکھ جانوں کی قربانی کے بعد بھی یہ منزل نہ مل سکی۔ میرا دل یہ صورتحال دیکھ کے خون کے آنسو روتا تھا۔ جامع دارالعلوم حقانیہ نے جہاد افغانستان میں مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ اس دارالعلوم نے

صف اول کے کمانڈر، مجاہد اور قائدین پیدا کئے۔ ہمارے طلباء نے جہاد کو اپنے لہو سے سینچا۔ اس وقت بھی میرے سامنے بہت سے چہرے ایسے ہیں جو دارالعلوم حقانیہ سے کسب فیض کرتے رہے خود قندھار کے گورنر ملا محمد حسن رحمانی دارالعلوم حقانیہ کے طالب علم رہے ہیں۔ جہاد اور مجاہدین سے ہمارا رشتہ بڑا گہرا ہے۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کو جہاد افغانستان کی چھاؤنی کہا جاتا ہے۔ روسیوں کی شکست کے بعد قائدین کی باہمی لڑائیوں سے ہماری امیدیں بھی ٹوٹنے لگیں خواب پریشان ہونے لگے میں نے ذاتی طور پر مصالحت کی بڑی کوششیں کی۔ میاں نواز شریف دور میں اسلام آباد میں مجاہدین رہنماؤں کے درمیان جو سمجھوتہ ہوا اس خاکسار کا بھی اس میں حصہ تھا۔ جب رات کے ڈھائی بجے افغان مجاہدین کے یہ رہنما خانۂ کعبہ میں داخل ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ وہاں شاہ فہد کی موجودگی میں اسلام اور افغانستان کے لئے باہمی اتحاد و یگانگت کا عہد کیا گیا لیکن افسوس کہ کوئی سمجھوتہ اور کوئی عہد نامہ خانہ جنگی کا دروازہ بند نہ کرسکا۔ پھر ہم تک ایسی خبریں آنے لگیں کہ افغانستان کے مختلف حصوں میں کمیونسٹوں کی باقیات اور منتشر جنگی گروہوں نے انارکی پھیلا رکھی ہے اور عام انسانوں کی زندگی اجیرن بنادی ہے۔ ایسے میں جب طالبان ایک نئے عزم اور نئے ارادے سے اٹھے تو ہمیں بڑا حوصلہ ہوا۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج افغانستان کے بڑے حصے میں امن و سکون بحال ہوچکا ہے اور اسلامی نظام کی طرف ٹھوس پیش رفت ہو رہی ہے لیکن ابھی آپ کا سفر بڑا لمبا ہے۔ آپ کی منزل بہت دور ہے۔ آپ کو پورے افغانستان میں امن و سکون بحال کرنے کے لئے بڑی قربانیاں دینا ہوں گی۔ یہ میڈیا کا دور ہے اور آپ کے خلاف مغرب نے اپنے ہتھیار آزمانا شروع کردیئے ہیں۔ آپ کو مغرب کے پراپیگنڈے کا ٹھوس جواب دینا ہوگا عورتوں کو پورے حقوق دینا ہوں گے۔ جدید عہد کے تقاضوں کے مطابق معاشی نظام ڈھالنا ہوگا۔ آپ کو ایک مثالی اسلامی ریاست قائم کرنا ہوگی۔ میرے دل کی آواز یہ ہے کہ طالبان، خانہ جنگی کا ایندھن نہ بنیں بلکہ اس بھڑکتی ہوئی آگ کو بجھائیں۔ میں کابل میں موجود ربانی، سیاف، حکمتیار اور احمد شاہ مسعود سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ طالبان کو دشمن نہ سمجھیں۔ یہ تو ان کے بچے ہیں کل تک یہ ان کی زیر کمان کمیونسٹوں سے لڑتے رہے ہیں۔ اسی طرح میں طالبان سے بھی کہتا ہوں کہ ان کا ہدف ربانی، حکمتیار، اور احمد شاہ مسعود نہیں۔ بندوقوں کی جو گولیاں اسلام کے دشمنوں کے سینوں کے لئے بنی ہیں وہ ایک دوسرے کے سینوں میں نہ اتاریں۔ اگر مقصد اسلامی نظام کا نفاذ ہے اگر مقصد افغانستان کی تعمیرِ نو ہے اور اگر مقصد ایک مستحکم اسلامی حکومت کا قیام ہے تو بداعتمادی کی یہ فضا ختم ہونی چاہئے۔ میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں کہ باہمی آویزش کو ختم کرنے کے لئے قربانی دیں۔ میں کابل جاکر ربانی اور حکمت یار کے پاؤں بھی پکڑوں گا کہ خدا کے لئے اپنی توپوں کے دہانے اب ٹھنڈے ہونے دیں۔ پاکستان کا بچہ بچہ افغان جہاد میں آپ کے ساتھ تھا اور آج پاکستان کا بچہ بچہ اس خانہ جنگی سے نالاں ہے۔ اللہ آپ سب پر اپنی رحمتیں نازل کرے اور جہاد کے حقیقی ثمرات افغانستان کے عوام تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین"۔

یہ ایک دلپذیر اور موثر خطبہ تھا۔ وقفے وقفے سے مولانا کے پشتو خطاب کا اردو ترجمہ بھی کیا جاتا رہا۔ مولانا کے بعد سواد اعظم اہلسنت کے سیکریٹری جنرل مولانا اسفندیار نے مختصر خطاب میں نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ اس کے بعد امیر المومنین ملا محمد عمر اخوند کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے اپنی نشست پر بیٹھے بیٹھے دھیمے لیکن پُراعتماد اور تاثر سے بھرے لہجے میں مختصر گفتگو کی۔ "میرے اسلامی بھائیو! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ اتنا لمبا سفر کرکے یہاں آئے۔ آپ تو جہاد کے پہلے دن سے ہمارے ساتھ رہے ہیں۔ جہاد میں پاکستانی بھائیوں بالخصوص علماء کے تعاون کو ہم کیسے بھلا سکتے ہیں۔ ہم نے جو کچھ بھی حاصل کیا وہ آپ کے طفیل کیا۔ آپ ہی کی سرپرستی میں باطل روس کو شکست دی۔ آپ نے ہمیں پناہ دی، ہمیں ہتھیار دیئے، ہمارے کندھے سے کندھا ملاکر لڑے۔ آپ کا یہ سلوک ہماری نسلیں بھی یاد رکھیں گی آج آپ ہم سے ملنے ہمارے گھر آئے ہیں۔ اس بے سروسامانی کے عالم میں ہم آپ کی میزبانی بھی نہیں کرسکتے۔ بھائیو! آپ جانتے ہیں کہ جہاد ابھی اپنی منزل کو نہیں پہنچا، ہم نے جن علاقوں کا کنٹرول سنبھالا ہے وہاں اسلامی نظام نافذ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دنیا کے کافر اور بے دین سیاستدان اور باطل قوتیں ہمارے خلاف پروپیگنڈے میں مصروف ہیں ایک زبردست مہم شروع کردی گئی ہے۔ ہم نہ ملکوں ملکوں اپنے ایلچی بھیج سکتے ہیں نہ اتنے وسائل رکھتے ہیں کہ اس جھوٹے پراپیگنڈے کا جواب دیں۔ مغرب کے پاس بڑے وسائل ہیں باطل نے پکا ارادہ کر رکھا ہے کہ جہاں کہیں بھی اسلام نافذ کرنے کی بات ہو اس کی قوت سے مزاحمت کی جائے۔ اس کے خلاف زوروشور سے پراپیگنڈہ کیا جائے۔ ہم کس کس کا منہ بند کریں گے؟ کس کس کو جواب دیں گے؟ روس کچھ کہہ رہا ہے، امریکہ کچھ کہہ رہا ہے، ہم ایک کا جواب دیں گے تو دوسرا اٹھ کھڑا ہوگا۔ ہم حسب توفیق جواب ضرور دیں گے لیکن ہمیں کسی کی پرواہ نہیں مسلمان پریشان نہ ہوں۔ اسلام کہتا ہے کہ "جب جاہل لوگ الٹی سیدھی باتیں کریں تو سلام کرکے دامن چھڑالیں"۔ باطل قوتوں کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کے کسی خطّے میں شریعت محمدی نافذ نہ ہو۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ دنیا والوں کی باتوں کے جنجال میں پڑے بغیر اللہ کا دین نافذ کرنے کی کوشش جاری رکھیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ مشکل راستہ ہے۔ ہم دنیا کی سیاست میں الجھ کر اسے اور مشکل نہیں بنانا چاہتے۔ ہمارا جواب ہمارا عمل ہے۔ عملی جواب زبانی جواب سے بہتر ہوتا ہے ہمارا عمل سب کے سامنے ہے۔ جو چاہے یہاں آکر دیکھ

لے۔ مسلمان بھی، کفار بھی۔ ہمیں آپ کا وہی تعاون اور وہی سرپرستی چاہئے جو آپ جہاد افغانستان کے دوران کرتے رہے ہیں۔ نفاذ شریعت کے لئے جدوجہد ہر مسلمان پر فرض ہے۔ آپ کل بھی ہمارے درد کو سمجھتے تھے اور آج بھی ہمارے درد کو سمجھتے ہیں۔ ہماری مدد کیجئے، ہمارا ساتھ دیجئے۔ اللہ آپ کو اور تمام مسلمانوں کو جزائے خیر دے"۔

یہ ایک حکمران کی تقریر نہ تھی جسے بیوروکریٹس کی منڈلی تیار کرتی ہے جسے اعداد و شمار سے وقیع اور معتبر بنایا جاتا ہے۔ جس کی وَلِ پبلک سنوارنے کے لئے قلمکار بھرتی کئے جاتے ہیں۔ ایک پاکباز انسان کے بے ریا دل سے نکلنے والے سیدھے سادے الفاظ تھے۔ سامعتوں کے لئے ہلکے پھلکے دلوں کے لئے موج صبا اور ذہنوں کے لئے سرمایۂ فکر۔ مجھے سب سے زیادہ حیرت اس بات پر ہوئی کہ طالبان کے چیف نے اپنے حریفوں کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ پروفیسر برہان الدین ربانی، گلبدین حکمت یار، احمد شاہ مسعود، عبدالرب رسول سیاف اور کابل حکومت کے کسی نمائندے کو تنقید کا نشانہ نہ بنایا۔ شاید تھوڑے لفظوں میں بڑی بات کہنے والے ملا عمر کے ترکش میں اپنے سیاسی حریفوں کے لئے کوئی تیر تھا ہی نہیں۔ ہمیں پہلے سے کہہ دیا گیا تھا کہ امیرالمومنین سے کوئی سوال جواب نہیں ہوگا۔ ذرا دیر بعد ملا محمد عمر اخوند نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور پھر اسی انداز سے رخصت ہوگئے جس انداز سے آئے تھے نہ ٹیپ ریکارڈ چلے، نہ کیمروں نے پھلجھڑیاں چھوڑیں نہ ٹیلی ویژن نے عکس بندی کی، غریب و سادہ و رنگیں سی محفل، تھوڑی دیر رہی لیکن اس کی خوشبو دنوں مہکتی رہی۔ دوپہر کے کھانے سے قبل ہمیں احمد شاہ ابدالی کے مزار لے جایا گیا۔ احمد شاہ ابدالی افغانوں کی تاریخ کا ایک مرد جری جس کا خوبصورت مقبرہ جنگ کی تباہ کاریوں کے باوجود پوری آب و تاب سے اپنے مکیں کی عظمت رفتہ کی کہانی سنا رہا ہے۔

اٹھارہویں صدی کے آغاز میں ایران کی صفوی سلطنت روبہ زوال ہوئی تو افغانستان پر بھی اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ ایرانی سلطنت کے خلاف بغاوت کا پہلا شعلہ قندھار میں بھڑکا جب میر ویس خان نامی ایک ہوتکی رئیس نے ۱۷۰۸ء میں ایرانی گورنر کو قتل کرکے صوبے میں آزاد حکومت قائم کرلی۔ میرویس خان کے بیٹے محمود نے اپنی چادر سے باہر پاؤں پھیلانے کی کوشش کی جس سے نہ صرف اس کا اقتدار کمزور پڑ گیا بلکہ انتشار اور افراتفری کا ایک نیا دور شروع ہوگیا۔ ایسے میں کئی مہم جو افغانوں نے اپنی قسمت آزمائی لیکن نمایاں کامیابی صرف افشار قبیلے کے سردار نادر شاہ کے حصے میں آئی جس نے پے درپے ضربیں لگاکر ۱۷۳۰ء میں افغانستان کو ایرانی تسلط سے آزاد کرالیا۔ دیکھتے دیکھتے نادر شاہ کا اقتدار قندھار، ہرات اور کابل تک پھیل گیا۔ ۱۷۳۹ء میں نادر شاہ کے قدم دہلی تک جا پہنچے۔ ۱۷۴۷ء میں نادر شاہ اپنی ہی فوج کے کچھ افسروں کے ہاتھوں قتل ہوگیا۔ اس کی سپاہ کے افغان دستے نور محمد غلزئی اور احمد خان ابدالی کی قیادت میں مشہد سے واپس لوٹ آئے۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لئے قندھار میں افغان سرداروں کا قبائلی جرگہ منعقد ہوا۔ آٹھ دنوں کی طویل بحث کے بعد ایک محترم روحانی شخصیت صابر شاہ کی تحریک پر پچیس سالہ نوجوان احمد خان درانی کو متفقہ طور پر افغانستان کا بادشاہ منتخب کرلیا گیا۔ یہی نوجوان تاریخ میں احمد شاہ ابدالی کے نام سے مشہور ہوا۔ اسی نوجوان نے ۱۷۶۱ء میں پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کو عبرتناک شکست دی اور مغل بادشاہ کو دہلی کے تخت پر بحال کرکے قندھار لوٹ آیا۔ تاریخ احمد شاہ ابدالی کی عالی ہمت اور جری والدہ "زرغونہ آنا" کو ایک عظیم خاتون کی حیثیت سے یاد کرتی ہے۔ اسے اپنی آغوشِ تربیت پر اتنا ناز تھا کہ جب قندھار میں مرہٹوں کے ہاتھوں احمد شاہ ابدالی کی پٹائی کی افواہ اڑی تو زرغونہ نے کہا "ناممکن۔ میرا بیٹا مرسکتا ہے لیکن میدان جنگ میں پیٹھ نہیں دکھا سکتا"۔ افغان احمد شاہ کو بابائے قوم، اور "احمد شاہ بابا" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

کبھی پیٹھ نہ دکھانے والا احمد شاہ ابدالی ۱۷۷۳ء میں اس دارِ فانی سے کوچ کرگیا اور قندھار کا تخت اس کے بیٹے تیمور شاہ کے حصے میں آیا۔

احمد شاہ ابدالی کا مقبرہ یقیناً اس کے شایان شان ہے۔ وسیع و عریض، بلند و بالا انتہائی دلکش نقش و نگار سے مزین۔ پرشکوہ، پروقار اسلامی فن تعمیر کا حسین مرقع۔ مقبرے کی دیواروں پر عمدہ خط نستعلیق میں فارسی اشعار کندہ ہیں۔

احمد شاہ ابدالی کے مزار کے پہلو میں ہی ظاہر شاہ کے عہد کی بنی ہوئی ایک اور عظیم الشان عمارت ہے جس کے اندر حضور پاکؐ کا وہ خرقۂ مبارک رکھا گیا ہے جو آپ نے حضرت اویس قرنیؓ کو عطا کرنے کے لئے مرحمت فرمایا تھا۔ روایت کے مطابق یہ خرقۂ مبارک کئی واسطوں سے ہوتا ہوا بغداد سے بلخ اور پھر صوبہ بدخشاں کے مقام جوزگان منتقل ہوا۔ احمد شاہ ابدالی ۱۱۰۹ء میں بصد عقیدت و احترام خرقۂ مبارک کو جوزگان سے قندھار لے آئے۔ خرقۂ مبارک یکے بعد دیگرے تین صندوقوں میں بند ہے جو مقفل رہتے ہیں۔ ظاہر شاہ کے دور میں خرقۂ مبارک کے لئے ایک عالی شان عمارت تعمیر کی گئی جو بطور مسجد بھی استعمال ہوتی ہے۔ حضورؐ کے اس خرقۂ مبارک کے بارے میں "مکتوبات میاں فقیر اللہ شکارپوری" میں گرانقدر معلومات ملتی ہیں۔ قندھار پر طالبان کے قبضے کے بعد ملا محمد عمر اخوند نے شورائے عالی کی اجازت سے ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں صندوقوں کو کھولا اور خرقۂ مبارک کی زیارت کی۔ قندھار کے لوگوں کو یہ سعادت ستر سال بعد نصیب ہوئی اور ہمارے لئے شاید یہ دورۂ افغانستان کی سعادت عظمیٰ تھی۔ نوافل اور نماز ظہر کی ادائیگی کے وقت اکثر لوگوں کی آنکھیں پُرنم تھیں۔ مولانا سمیع الحق کے چہرے پر آسودگی کی وہ جھلک تھی جو معرکۂ عظیم سرکرنے والوں کے چہروں پر کھل اٹھتی ہے۔

طالبان کے رئیس امور خارجہ مولانا حاجی محمد غوث اخوند سے عرفان صدیقی کی بات چیت

مولانا حاجی محمد غوث اخوند ایک سے زیادہ جہادی تنظیموں کے ساتھ منسلک رہے۔ تحریک اسلامی طالبان کے اعلیٰ ترین پالیسی ساز ادارے' شورائے عالی کے رکن ہیں۔ انہیں امیر المومنین ملا محمد عمر نے رئیس امور خارجہ مقرر کیا ہے۔ حاجی محمد غوث ڈپلومیسی کی زبان نہیں جانتے۔ صاف' سیدھی' سچی اور کھری بات کرتے ہیں۔ ان سے گفتگو طالبان کی تحریک اور فکر کے کئی گوشوں پر روشنی ڈالتی ہے۔ یہ بہرحال طالبان کا نقطۂ نظر ہے۔

س: محترم رئیس خارجہ ! طالبان کی تحریک اچانک اٹھی اور دیکھتے دیکھتے دو تہائی افغانستان میں چھا گئی۔ آخر آپ لوگوں کو منظم کس نے کیا؟

ج: طالبان کوئی اجنبی لوگ نہیں ہیں، انہوں نے ہی تو افغان جہاد لڑا ہے اور اپنی بے مثال قربانیوں کے ذریعے روسیوں کو شکست دی ہے۔ ہم سب اسی سرزمین کے بیٹے ہیں مجاہد ہیں اور مجاہدوں کی اولاد ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی جہادی تنظیم میں شامل رہا ہے۔ میں خود حرکت انقلاب اسلامی میں شامل تھا جس کے قائد مولوی نبی محمد محمدی تھے۔ کچھ عرصہ میں حزب اسلامی کے اس دھڑے میں شامل رہا جس کے رہنما مولوی محمد یونس خالص ہیں ان جہادی تنظیموں کے ذریعے ہم نے بہت کچھ سیکھا۔ جہاد کے بعد نوجوانوں میں یہ احساس پیدا ہونے لگا کہ ہمارے لیڈروں نے عوام کی قربانیوں کو ضائع کر دیا ہے۔ آٹھ نو سال تک دکھ اور مصیبتیں برداشت کرنے والے لوگوں کے لئے مصیبتوں کا ایک نیا دور شروع ہو گیا۔ فساد اور بدامنی بڑھتی گئی تو ہم لوگ ایک دوسرے سے ملنے اور اپنا راستہ الگ کرنے کی سوچنے لگے۔ اس مرحلے پر ملا محمد عمر اخوند نے پیش رفت کی۔ مختلف تنظیموں کے نوجوانوں سے ملے۔ انہیں یکجا اور منظم کیا اور ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا۔

س: آپ نے بڑی مہارت سے جنگی معرکے لڑے۔ اس کی "تربیت" کا اہتمام کس نے کیا؟

ج: ہم لوگ تو چودہ سال روسیوں کے خلاف لڑتے رہے ہیں۔ ہمیں کسی تربیت کی کیا ضرورت تھی !

س: آپ کے پاس اس قدر اسلحہ کہاں سے آیا؟

ج: اسلحہ بھی ہمارے پاس پہلے سے موجود ہے۔ ہم میں سے کئی ایک کمانڈر تھے اور ان کی تحویل میں ہر قسم کا اسلحہ تھا۔ اب میری مثال لے لیں ایک ہزار کلاشنکوفیں میرے کنٹرول میں تھیں۔ میری تنظیم کے پاس ستائیس طیارے' آٹھ ٹینک' کئی اینٹی ایئر کرافٹ گنیں' راکٹ اور اسٹنگر میزائل تھے۔ ہمیں اسلحہ کے لئے کسی کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہ پہلے تھی نہ آج ہے۔

س: کیا باہر کے کسی ملک کے نمائندے نے یہاں کا دورہ کیا ہے؟

ج: طالبان کی حکومت قائم ہونے کے بعد کئی ملکوں کے نمائندے یہاں آتے رہے ہیں۔ ان میں پاکستان' ایران' ترکی' سعودی عرب' ترکمانستان' امریکہ' جرمنی' متحدہ عرب امارات' روس' موتمر عالم اسلامی' اقوام متحدہ اور اسلامی کانفرنس کے نمائندے شامل ہیں۔

س: یہ لوگ کن کن صوبوں میں گئے؟

ج: زیادہ تر تو صرف قندھار تک رہے۔ کچھ نے ہرات اور غزنی کا دورہ بھی کیا۔

س: یہ نمائندے کس سطح کے لوگ تھے؟

ج: یہ وزیروں یا اوپر کی سطح کے لوگ نہیں تھے۔ متوسط سرکاری عمال اور سفارتی نمائندے تھے۔

س: سب سے زیادہ دورے کن ممالک کے نمائندوں نے کئے؟

ج: پاکستان اور ایران برادر اسلامی ملک ہیں جن سے ہمارے بارڈرز ملتے ہیں۔ انہی دو ملکوں کے نمائندوں نے یہاں کے زیادہ دورے کئے۔

س: ایران کی آپ سے کیا توقعات ہیں؟

ج: ایران کو یہ خدشہ ہے کہ شاید ہم آئی ایس آئی یا کسی اور کی شہ پر اس کے لئے مشکلات پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اس خوف کی بنیاد پر روس' ایران اور بھارت نے ہمارے خلاف ایک بلاک بنا لیا ہے ہمارا دل صاف ہے۔ ہم ایران سمیت تمام برادر اسلامی ملکوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات چاہتے ہیں ہماری طرف سے کوئی ایسی بات نہیں ہوگی جس سے ایران کو تکلیف پہنچے۔

س: اس وقت افغانستان میں کئی متوازی حکومتیں قائم ہیں۔ پاکستان کو آپ کس بلاک میں تصور کرتے ہیں؟

ج: آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ پاکستان کس بلاک میں ہے۔

س: کہا جاتا ہے کہ گزشتہ ماہ بھارت اور پاکستان میں متعین امریکی سفیروں نے یہاں کا دورہ کیا تھا؟

ج: یہاں کوئی امریکی سفیر نہیں آیا۔ بہت عرصہ پہلے امریکہ کا ایک سیکنڈ سیکریٹری آیا تھا۔

س: امریکہ کے ساتھ آپ کے تعلقات کیسے ہیں؟

ج: امریکہ مسلمانوں کا دوست نہیں لیکن مسلمان بلاوجہ کسی کے دشمن نہیں بنتے۔ ہم اسلامی اصولوں کے مطابق ساری دنیا سے اچھے تعلقات چاہتے ہیں بشرطیکہ کوئی ملک ہماری آزادی و خود مختاری اور ہمارے نظریے پر حملہ نہ کرے۔ ہم بین الاقوامی سطح پر امریکہ سے بھی اچھے تعلقات چاہتے ہیں۔

س: کیا آپ بھی کسی بیرونی ملک کے دورے پر گئے ہیں؟

ج: جی ہاں۔ میں نے ترکی' سعودی عرب' امریکہ اور جرمنی کے دورے کئے ہیں۔

س: ان دوروں کا مقصد کیا تھا؟

ج: ان تمام ممالک میں افغان اچھی خاصی تعداد میں ہی۔ ایک

مقصد تو ان کے پاس جانا اور انہیں ملکی حالات سے آگاہ کرنا تھا۔ دوسرا مقصد وہاں کی حکومتوں کو طالبان کے بارے میں اصل حقائق بتانا تھا تاکہ ہمارے خلاف کئے جانے والے منفی پروپیگنڈے کے اثرات زائل ہو سکیں۔

س: امریکہ آپ کس کی دعوت پر گئے تھے؟

ج: وہاں پندرہ بیس سال سے مقیم افغانوں کی دعوت پر۔

س: امریکی حکومت کے کسی ذمہ دار عہدیدار سے آپ کی ملاقات ہوئی؟

ج: بعض لیڈروں سے ملاقات ہوئی جنہیں میں نے بتایا کہ طالبان نے کس طرح کا نظام قائم کر رکھا ہے اور یہ کہ ان کے خلاف کیا جانے والا پروپیگنڈہ بے بنیاد ہے۔

س: جرمنی کے دورے کا پس منظر کیا تھا؟

ج: یہ ذرا طویل کہانی ہے۔ دراصل ایک جرمن مشیر یہاں آیا اور طالبان کے زیر کنٹرول علاقے کے حالات جاننے کی خواہش ظاہر کی۔ وہ ہمارے ایک آدمی کے ساتھ کئی دن ادھر ادھر کی آبادیوں میں گھومتا رہا۔ ایک دن وہ مجھے ملا اور کہنے لگا کہ میں نے تو جرمنی اور اسلام آباد میں طرح طرح کی باتیں سنی تھیں۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ طالبان بغیر داڑھی والے شخص کو برداشت نہیں کرتے۔ کسی کے لمبے بال ہوں تو پکڑ کر کاٹ دیتے ہیں۔ معمولی سی غلطی ہو جائے تو مسلم اور غیر مسلم کی تمیز کئے بغیر گردن اڑا دیتے ہیں۔ کوئی عورت باہر نہیں آ سکتی۔ لیکن یہاں آکر تو مجھے اور ہی نقشہ نظر آیا ہے۔ نہ کوئی بدامنی ہے۔ نہ چوری' نہ ڈاکہ اتنے دنوں میں یہاں ایک بھی جرم نہیں ہوا جبکہ جرمنی میں جہاں جرائم کو روکنے کے لئے جدید ترین نظام اور موثر آلات ہیں پولیس بھی بہت مستعد ہے لیکن چند لمحوں میں ڈکیتی ہو جاتی ہے قتل ہو جاتے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے جنگل کا قانون ہے۔ آپ وہاں چلیں اور ہمارے حکام کو بتائیں کہ امن کس طرح قائم ہوتا ہے۔ جرمنی میں ایک لاکھ سے زیادہ افغانی آباد ہیں۔ میں نے جرمن مشیر کی دعوت قبول کر لی اور اپنے تین ذمہ دار ساتھیوں کے ہمراہ جرمنی گیا۔ وہاں کے حکام نے بڑی گرمجوشی سے ہمارا استقبال کیا پہلے تو میں اپنے افغان بھائیوں سے ملا۔ اس کے بعد وزارت داخلہ' وزارت اقتصاد اور وزارت تعلیم کے حکام سے ملاقاتیں ہوئیں۔ انہوں نے طالبان کے بارے میں کئی سوالات کئے۔ جب میں نے وضاحت کی تو ان کے شکوک رفع ہو گئے۔ ہم سے پہلے ربانی کے کچھ وفود بھی وہاں گئے تھے اور ہمارے بارے میں کچھ کیسٹیں بھی وہاں لے گئے تھے۔ جرمنی کے ٹیلی ویژن نے دونوں نقطہ نظر تفصیل سے پیش کئے۔ یہ بڑا کامیاب دورہ تھا۔

س: آپ تو کیمرے سے تصویر کے مخالف ہیں۔ ٹی وی کے لئے وڈیو فلمیں کس طرح جائز ہیں؟

ج: "شورائے راہبری" ٹیلی ویژن کے ذریعے پیغام پھیلانے کے مخالف نہیں ٹیلی ویژن کی حیثیت ایک چھری "کی سی ہے جس سے آپ آلو پیاز یا پھل بھی کاٹ سکتے ہیں اور کسی کا گلا بھی۔

س: اس وقت کون کون سے اسلامی ممالک آپ کی حمایت کر رہے ہیں؟

ج: پوری اسلامی دنیا نے اور بیرونی دنیا نے بھی کھل کر ہماری اخلاقی مدد کی ہے۔ تمام مسلم ممالک کے دین دار عوام ہمارے ساتھ ہیں اس لئے کہ وہ افغانستان میں فساد اور بدامنی کا خاتمہ چاہتے ہیں۔

س: کہا جاتا ہے کہ اسامہ بن لادن آج کل یہاں موجود ہیں؟

ج: ہم نے بھی یہ بات سنی ہے کہ وہ افغانستان میں ہیں لیکن وہ طالبان کے زیر کنٹرول علاقے میں نہیں۔ ممکن ہے کابل میں ہوں۔

س: آپ پاکستان سے یہ درخواست کیوں نہیں کرتے کہ ربانی حکومت سے صلح صفائی کرا دے؟

ج: ہماری کسی سے ذاتی دشمنی نہیں اور نہ شخصی صلح صفائی کی کوئی ضرورت ہے۔ ہم تو ایک بڑے مقصد کے لئے میدان میں نکلے ہیں۔ یہ مقصد جہاد کی روح کے مطابق افغانستان میں اسلامی نظام قائم کرنا ہے۔ ربانی اور ان کے دوست ہمارے مدمقابل کھڑے ہو گئے ہیں۔ جب دو گروہ آمنے سامنے کھڑے ہوں تو صلح صفائی اور مذاکرات کی بات کرنے والا گروہ کمزور تصور کیا جاتا ہے۔ البتہ پاکستان اور دیگر دوستوں کو کسی بھی گروہ کے مطالبے کا انتظار کئے بغیر اپنے طور پر ضرور کوشش کرنی چاہئے۔

س: اگر کوئی ایسی کوشش ہوئی تو آپ مزاحمت نہیں کریں گے؟

ج: ہم ایسی کوشش کا خیر مقدم کریں گے۔

س: آپ نے اب تک دنیا سے اپیل کیوں نہیں کی کہ طالبان کی حکومت کو تسلیم کر لیا جائے؟

ج: کئی ممالک اس کے لئے تیار بیٹھے ہیں لیکن ہم یہ اپیل نہیں کریں گے۔ اس سے افغانستان کی تقسیم کا راستہ ہموار ہو جائے گا اور ہم یہ کبھی نہیں ہونے دیں گے' ہم اقتدار کے بھوکے نہیں ہیں۔

س: اگر کوئی بیرونی قوت کابل پر حملہ کرکے ربانی حکومت کا خاتمہ کرنا چاہے تو کیا آپ ایسی قوت کا ساتھ دیں گے؟

ج: ہرگز نہیں۔ کابل' دوستم' ربانی یا حکمت یار کا نہیں۔ ہم سب کا ہے۔ افغانستان ہم سب کا ہے اگر کسی بیرونی قوت نے کابل پر چڑھائی کی تو ہم ربانی اور حکمت یار کے ساتھ کھڑے ہو کر اس کا مقابلہ کریں گے۔

س: کیا آپ کو کسی بیرونی حملے کا خطرہ ہے؟

ج: ہمیں ایرانی سرحدوں کی طرف سے خطرہ رہتا ہے۔ ایک دو کوششیں بھی ہو چکی ہیں بہرحال ہم پوری طرح مستعد ہیں۔ خود جارحیت نہیں کریں گے لیکن جارحیت کا منہ توڑ جواب دیں گے۔

س: ربانی کے ساتھ کشمکش کے خاتمے کی کوئی صورت؟

ج: صورت تو یہی ہے کہ تمام صوبوں کے نمائندے مل بیٹھ کر فیصلہ کریں۔ طالبان دو تہائی حصے پر قابض ہیں افغان ملت ان کے ساتھ ہے لوگ طالبان سے محبت کرتے ہیں۔ اگر ملت کا فیصلہ

بقیہ ص ۳۸ ۷۰۸

تصحيح المفاهيم تجاه حركة «طالبان» فى أفغانستان

(امجد علی شاہ المدنی)

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره و نؤمن به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور أنفسنا و سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له، ونشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان محمداً عبده ورسوله، صلى الله تعالى عليه وعلى آله و اصحابه واتباعه وسلم.

اما بعد ! فان نعم الله علينا لا تعدو لا تحصى قال تعالى: (وان تعدوا نعمت الله لا تحصوها ان الانسان لظلوم كفار) (ابراهيم: ٣٤) ومن اعظم النعم الايمان بالله الواحد الاحد الصمد الذى لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفواً احد، لا شريك له فى ذاته وصفاته الحى القيوم، له الاسماء الحسنى والصفات العلى (ليس كمثله شىء وهو السميع البصير) (الشورى: ١١) نحمده على جميع نعمه التى علمناها وما لم نعلم جعلنا فى خير امة اخرجت للناس تامر بالمعروف وتنهى عن المنكر فالحمد لله الذى هدانا لهذا وما كنا لنهتدى لولا ان هدانا الله.

لا يخفى على كل احد ان الجهاد فى سبيل الله ذروة سنام الاسلام، شرعه الله تعالى لنشر دعوة (كلمة التوحيد والشهادة) لا اله الا الله محمد رسول الله ولتكون هذه الكلمة العليا، ولتنقذ البشرية من ظلمات الكفر والطغيان وتدخل فى نور الايمان. والجهاد فى سبيل الله من افضل القربات و اجل الطاعات.

و احب فى هذا المقام ان اذكر ملخصا جامعا لتصحيح المفاهيم تجاه حركة «طالبان» اسأل الله العلى القدير ان يوفقنى بتوفيقه وان يسدد خطاى بمنه وفضله فاقول وبالله التوفيق: ان كلمة «طالبان» جمع لكلمة «طالب» في لغة البشتو مثل فاتح وغازي يجمع على فاتحان و غازيان، وهكذا. فالطالبان بمعنى الطلاب او الطلبة.

وهذه الحركة حركة اسلامية، راسخة العقيدة صافية المنهج، اخرجها الله تعالى في وقت مناسب للغاية حيث كان الحزبان (حزب رباني وحزب حكمتيار) في صراع شديد وقتال مدير للوصول الى كرسي الزعامة بعد ما تحالفا وتصالحا على كتاب الله وسنة رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فى المسجد الحرام بجوار الكعبة المشرفة.

ورحمة الله وسعت كل شيء، ومن رحمة الله جل و علا أن جعل حركة طالبان سبباً فى توقف قتال الابرياء والمستضعفين من الرجال والنساء والولدان. كما اخذت الحركة على ايدى الطغاة والظلمة، واعطت المظلومين الامان والاستقرار.

ولما قويت - بعون الله وحسن توفيقه - هذه الحركة، وفتحوا اقليماتلو اقليم خاف اعداء الله من الامريكيين والاوروبيين، واشاعوا اشاعات مكذوبة فى الاذاعات نحو هذه الحركة، وبذلك شك بعض المسلمين السذج فى البلاد العربية والاسلامية فى الحركة، فقيل: انها حركة امريكية تدعمها بالمال والسلاح، وقيل، اصحابها مبتدعون ومنحرفون عن عقيدة السلف (اهل السنة والجماعة) وقيل: انهم

قبوريون.. و.. و. ولكن الله تعالى يفعل ما يريد، هولاء الكفرة و اذنابهم يريدون اطفاء نورالله بافواههم ويابى الله الا ان يتم نوره ولو كره الكافرون، ان الحق ابلج، ولا يخفى على صاحب عقل سليم، نصرالله هذه الحركة فى مدة قصيرة قال تعالى فى محكم تنزيله: (كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله والله مع الصابرين) (البقرة: ٢٤٩)

ويا سبحان الله، اين المسلمون من قول الله تعالى وهو اصدق القائلين: (يايها الذين امنوا ان جاءكم فاسق بنبأ فتبينوا ان تصيبوا قوما بجهالة فتصبحوا على ما فعلتم نادمين) (الحجرات: ٦)

قال الامام البيضاوى رحمه الله فى تفسير هذه الآية: «فتعرفوا وتفحصوا روى انه عليه البصلاة والسلام بعث وليد بن عقبة مصدقا الى بنى المصطلق (١) وكان بينه وبينهم أحنة (٢) فلما سمعوا به استقبلوه فحسبهم مقاتليه فرجع، وقال لرسول الله صلى الله عليه وسلم: قد ارتدوا ومنعوا الزكاة فهم بقتالهم فنزلت، وقيل: بعث اليهم خالد بن الوليد فوجدهم منادين بالصلاة مجتهدين فسلموا اليه الصدقات فرجع، وتنكير الفاسق والنبأ للتعميم وتعليق الامر بالتبين على فسق المخبر يقتضى جواز خبر العدل من حيث ان المعلق على شىء بكلمة ان عدم عند عدمه ... » الخ (٣)

وقال الامام ابن كثير رحمه الله: يامر تعالى بالتثبت فى خبر الفاسق ليحتاط له لئلا يحكم بقوله فيكون فى نفس الامر كاذبا او مخطئا فيكون الحاكم بقوله قد اقتفى وراءه وقد نهى الله عز و جل عن اتباع سبيل المفسدين .....» الخ (٤)

فلا بدمن الدقة والتحرى فى جميع الامور وعلى الاخص امور المسلمين، ولا شك ان هذه الحركة ذات اتجاه سليم، تعتقد بعقيدة أهل السنة والجماعة كيف

لا الاحكام من قبل، وليس ذلك فحسب بل شهد على ما قلته جهابذة العلماء والمفتين من أهل العلم والبصيرة، (٥) ويبلغ عدد هؤلاء العلماء حد التواتر مما لا يدع للشك أى مجال،

ويجب على كل مسلم ان يذعن لقول مولاه تبارك وتعالى وقول سيد الاولين والاخرين محمد بن عبد الله الامين، قال تعالى: (يايها الذين امنوا لم تقولون ما لا تفعلون كبر مقتا عندالله ان تقولوا مالا تفعلون) (سورة الحجرات:)

وقال عليه الصلاة والسلام: «كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع».

١-

٢-

٣- انظر تفسير البيضاوى (انوار التنزيل) ص ٦٨٢ - ٦٨٣ ط/ دارالجيل بيروت لبنان

٤- تفسير ابن كثير (تفسير القرآن العظيم) ٢٠٨/٤ ط/عيسى البابى الحلبى - مصر

٥- انظر مقالات العلماء فى مجلة: طالب: ص ٢٦ السنة الاولى من العدد الخامس والسادس صفر و ربيع الاول ١٤١٧هـ

وليس من شيم المسلم ان لا يثبت فى الامور ويتسرع بالاخبار عنها. ان المؤمنين كلهم اخوة، وكل المسلم على المسلم حرام دمه وما له وعرضه، كلهم من آدم و آدم من تراب لا فضل لعربى على عجمى ولا لعجمى على عربى ولا فضل لابيض على اسود ولا لاسود على الابيض الا بالتقوى» قال تعالى: (ان اكرمكم عندالله اتقاكم ان الله عليم خبير) (سورة الحجرات:) ولعل الذين خاضوا فى عقيدة طالبان هم الذين استمعوا الى الاذاعات وقرءوا الاقوال الزائفة فى الصحف والمجلات. (١) او بنواظنهم على مبعوثى ربانى و حكمتيار الى الدول الاسلامية او سمعوا اشرطة المسجل واسترطة الفيديو.

قال تعالى : (يايها الذين امنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين) (التوبة: ١١٩)

يامرنا تعالى بالتقوى والصدق، والكذب من علامات المنافق كما فى الحديث الصحيح «آية المنافق ثلاث اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا او تمن خان» فاين نحن معاشر الموحدين من هذه النداءات الكريمة.

ان حركة طالبان حركة مسلمة مؤمنة يقول اصحابها: (لا اله الا الله محمد رسول الله) و تقيم شعائر الله كما طبقت احكام الشريعة المحمدية فى جميع ربوعها.

(وكم من غائب قولا صحيحا : و آفته من الفهم السقيم)

و ان قال قائل: ان الجماعة اصحابها على مذهب ابى حنيفة فى الفروع فهذا صحيح لان كل المسلمين مجمعون على اصول الاسلام، واما الفروع المختلف فيها منذعهد خير القرون (عهد الصحابة والتابعين) فلا حاجة لذكرها لان السلف الصالح من الصحابة والتابعين من الائمة المجتهدين الاعلام والعلماء الراسخين العظام اختلفت آراؤهم فى فهم نصوص الشريعة لان وجهات النظر تختلف من شخص الى شخص، وكلهم (رحمهم الله) اجتهدوا وفق نياتهم، ولا نظن بسلفنا الا خيراً، فان هم صابوا فلهم اجران وان اخطأ وافلهم اجر، وكل يخطىء ويصيب ولابد للمسلم ان يكون كيسافطنا حيث ينظر الى المسالة من عدة جوانب ثم اذا ثبت له الصحة واليقين عمل به فى ضوء ما فهمه سلفنا الصالح، ولا يكون ذلك بالرأى والتشهى، لان مسائل الدين صغيرها وكبيرها واضحة كالشمس فى ضحاها. ولابد ان يكون هدف المسلم الوصول الى الحق بالدليل الصحيح فكل يؤخذ من قوله ويترك الاصاحب الشريعة الغراء (صلى الله عليه وسلم) وان يكون كتاب الله وسنة رسول الله نصب عينى كل مسلم دائما و ابداً قال جل ذكره: (يايها الذين آمنوا اطيعوا الله واطيعو الرسول و اولى الامر

١- مثل مجلة المجتمع التى تصدر من الكويت حيث تنشر بعصد مقالاتها ضد جماعة طالبان مع العلم بانها مجلة متداولة بيد جمهور الناس، ومثل مجلة «تكبير» التى تصدر فى باكستان باللغة الاردوية، وكل ما صدر فيهما من المقالات ضد حركة طالبان، لاساس لها من الصحة، لذا احببت البنية على ذلك، وحسبت ذلك امانة علمية لعل من ينظر بعين الانصاف ان يتبصر ويتدبر.

منکم فان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله والرسول ان کنتم تؤمنون بالله والیوم الاخر ذلك خیر و احسن تاویلا) (النساء: ۵۹)

قال الامام ابن کثیر رحمه الله: «ای اتبعوا کتابه و (اطیعوا الرسول) ای خذوا بسنته (و اولی الامر منکم) ای فیما امروکم به من طاعة الله لا فی معصیة الله فانه لا طاعة لمخلوق فی معصیة الله ...» (۱)

وقال ابن جزی رحمه الله : (و اولوا الامر) هم الولاة وقیل: العلماء نزلت فی عبدالله بن حذافة بعثه رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فی سریة (فردوه الی الله والرسول) الرد الی الله هو النظر فی کتابه، والرد الی الرسول صلی الله علیه وسلم هو سواله فی حیاته والنظر فی سنته بعد وفاته....» (۲)

تبین فیما ذکر أن الخروج عن دائرة الحق مذموم و ممقوت، فان من یرید البصارة والبصیرة یجب علیه ان یزور اخوانه الطالبان (الطلبة) فی ۱۹ اقلیما ثم یسافر الی اقالیم اخری فانه سیری الحق بکل دقة و امانة وسیحکم بنفسه من یصلح للامارة ومن لا یصلح ،

ولا یخفی علی الجمیع ان الشعب الافغانی الصابر جاهد مع اکبر دولة مادیا جهاداً مدیراً وقدم الالاف المؤلفة من النفوس الزکیة فی سبیل اعلاء کلمة الله» (۳)

وقد وقف بجانبهم اخوانهم من دول عربیة و اسلامیة بتقدیم کل غال و نفیس وهل احب شیء للانسان من نفسه وروحه قال جل ذکره: (ان الله اشتری من المؤمنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنة یقتلون فی سبیل الله فیقتلون ویقتلون وعداً علیه حقا فی التوراة والانجیل والقرآن ومن اوفی بعهده من الله فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم به وذلك هو الفورالعظیم) (التوبة: ۱۱۱)

قال الامام البیضاوی رحمه الله : «تمثیل لاثابة الله ایاهم الجنة علی بذل انفسهم و اموالهم فی سبیله» (٤)

وقال الامام الشوکانی رحمه الله: «مثل سبحانه اثابة المجاهدین بالجنة علی بذلهم انفسهم واموالهم فی سبیل الله بالشراء، واصل الشراء بین العباد هو اخراج الشیء عن الملك بشیء آخر مثله اودونه او انفع منه، فهؤلاء المجاهدون باعوا انفسهم من الله بالجنة التی اعدها للمؤمنین، ای بان یکونوا من جملة اهل الجنة وممن یسکنها فقد جادوا بانفسهم وهی أنفس الاعلاق والجود بها غاية الجود» (ثم ذکر بیتا) ثم قال: «وجاد الله علیهم بالجنة وهی اعظم ما یطلبه العباد ویتوسلون الیه بالاعمال، والمراد

۱- تفسیر ابن کثیر ۱ / ۵۱۸

۲- تفسیر الکلبی (کتاب التسهیل) ۱/۱٤٦ ط/ دارالکتاب العربی بیروت ط/٤-۳-۱٤۰۳هـ ۱۹۸۳م

۳- انظر کتاب البشائر (بشائر الایمان فی جهاد الافغان) تالیف الشیخ احمد بن عبدالعزیز

٤- تفسیر البیضاوی ص ۲٦۸

بالانفس هنا انفس المجاهدين وبالاموال ما ينفقونه فى الجهاد ... » (١)
وقال احد الشعراء الابطال :

اذا كانت الابدان للموت أنشئت
فقتل امرى فى الله بالسيف اجمل

هذا ما وعد الله المجاهدين من شراء الجنة، وهناك آيات كثيرة واحاديث عزيزة تدل على فضل المجاهدين والشهداء وما اعد الله لهم من النعيم المقيم فى الآخرة ونرى بكل صراحة انه قد استشهد خلال الحرب مع روسيا اكثر من مليون ونصف مليون او اكثر من ذلك حسب الاعداد والاحصائيات، ورفع الله ذكر الافغان واعلى كلمتهم واتم وعده عليهم حيث نصرهم على اكبر دولة تخاف منها دول العالم قال تعالى: (ولا تهنوا وتدعوا الى السلم وانتم الاعلون والله معكم ولن يتركم اعمالكم) (محمد: ٣٥) وقال جل ذكره: (ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين) (آل عمران: ١٣٩) وقال تعالى: (ان تنصروا الله ينصركم ويثبت اقدامكم) (محمد: ٧)

ولن يخلف الله وعده، دمر الله العلى القدير عساكر الروس وشتت شملهم ومزق جمعهم بايدى هؤلاء الموحدين، فخرجوا من ارض الاسلام وساحة البطولات منهزمين مدبرين صاغرين، ثم آل الامر الى قادة المجاهدين فجعلوا هذا رئيسا للدولة وذلك رئيسا للوزراء، ولم يمض سنوات حتى اختلفوا فيما بينهم فمنهم من تنحى وسكت، ومنهم من تبع هذا وتبع ذلك، وبقى الحزبان (حزب ربانى و حزب حكمتيار) وتنافسا على القتال، كل يريد السلطة والزعامة ونسوا الايام القاسية التى قضوها طوال الحرب مع الاعداء ونسوا مليونا ونصف مليون شهيد والجم الغفير من المعيوبين والايتام والارامل، كما نسوا فضل الله والاخلاص والتقوى، وضرب كل واحد اخاه باسلحة مدمرة وفتاكة لم يستعملها روسيا طوال الحرب، ولما راى المسلمون ذلك حاول رؤساء دول اسلامية وعلى راسهم خادم الحرمين الشريفين فهد بن عبدالعزيز- ايده الله - ملك المملكة العربية السعودية جمع هؤلاء القادة على كلمة واحدة ونبذ الخلاف الذى نشأ بينهم، وقدتم الصلح التاريخى فى اطيب بقاع الارض رحاب الانوار والبركات (المسجد الحرام) بمكة المكرمة، وقد فرح المسلمون فى مشارق الارض ومغاربها بهذا العمل الميمون من لدن خادم الحرمين الشريفين وسرعان رجوع هؤلاء القادة الى بلدهم نبذوا العهد والميثاق وضحكوا على قدسية المكان وكانهم لم يفعلوا شيئا وبدوا بالقتال للمرة الثانية اشد مماسبق، وشوهوا بذلك اسم الجهاد، وحزن المسلمون لذلك اشد الحزن وابس الجميع بعد ماراوا حربا مدمرة تاكل الرطب واليابس ويقتل فيها الابرياء شاء قدرالله الحميد فى هذه الاثناء ان وفق هذه الحركة وهياها لمهمتها فقام اصحابها بكل جراة اقدام ليزيلوا جميع العراقيل على الساحة، ونصرهم الله بنصرمن عنده فى مدة قليلة بعد ما راوا ان الامر قد ازداد خطراً وسوءً وانه لا يصون احد نفسه واهله وثروته، وكانوا لايريدون القتال انما كانوا

١- تفسير الشوكانى (فتح القدير) ٢/٤٠٧ ط/٢-١٣٨٣هـ - ١٩٦٤م مطبعه مصطفى الحلبى - بمصر.

يريدون وقف القتال بين الحزبين ونشرالتعاليم الاسلامية ونفاذها فى ربوع افغانستان ولكنهم فوجئوا بالقتال من عند الحزبين وقتل منهم عدد كبير،

قال تعالى : (فان قاتلوكم فاقتلوهم)

وهاهم سائرون على منهاج الله وشريعة رسول الله (صلى الله عليه وسلم) انتخبوا أميراً واحداً وفق الشريعة الاسلامية وطبقوا احكام الشريعة ؟؟؟؟؟؟ نفذوا القصاص وقطع يد السارق كما نفذوا الحدود الاخرى وسينتصرون - بعون الله وحسن توفيقه ان شاء الله - ما دام الهدف اعلاء كلمة الله .

ومن المعلوم ان هذه الحركة المباركة لا تستمع الى محاكم امم المتحدة الفاشلة فى جميع شئونها والظالمة فى جميع اهدافها التى جعلت الشعوب الاسلامية العابا يلعبون بها ويضحكون عليها، ويستفيدون من خيراتها و ثرواتها.

لا نسائل عن بربريتهم ولا مجيب، وان هذا الامر يوسف له،

قال الشاعر :

لمثل هذا يذوب القلب من كـــــــمد
ان كـــــان فى القلب اســـــلام و ايمان

كيف يحتكم المسلمون الى هؤلاء المجرمين وكيف سينتصرون فى مراميهم والجميع يعلمون انهم ليسوا اعداء الاسلام فحسب بل هم اعداء الانسانية و كلهم وحدوا صفوفهم ضد المسلمين، لان الكفر ملة واحدة قال جل ذكره: (ولتجدن اشد الناس عداوة للذين امنوا اليهود والذين اشركوا ولتجدن اقربهم مودة للذين امنوا الذين قالوا انا نصارى ..) (الآية ٨٢ المائدة)

قال الامام البيضاوى رحمه الله: «ولشدة شكيمتهم وتضاعف كفرهم وانهماكهم فى اتباع الهدى وركونهم الى التقليد وبعدهم من التحقيق وتمرنهم على تكذيب الانبياء ومعاداتهم ... » (١)

و يقول تعالى عن غيهم وغيظهم للمؤمنين : (ولن ترضى عنك اليهود ولا النصارى حتى تتبع ملتهم) (البقرة ١٢٠)

قلت : وذلك كله واقع لا محالة وهم قتلوا انبياء الله الذين هم اشرف فخلق الله، فكيف بغيرهم ولا يخافون فى قتل المسلمين وتشريدهم لومة لائم اذاً فكيف نتخذهم اصدقاء وحلفاء (ايبتغون عندهم العزة فان العزة لله جميعا) (النساء: ١٣٩)

ومن شدة شكيمتهم وعنادهم كانوا يريدون قتل النبى صلى الله عليه وسلم ولكن الله تعالى عصمه من مكرهم وكيدهم .

فاذا كان الامر كذلك فلم نحتكم الى حكمهم، ولم انظارنا تلتفت نحو امريكا ونحو اوروبا، انحن صرنا اذلاء بعد ما رفعنا الاسلام، انحن عبيدهم بعد ما آمنا بالله تعالى - لما ذا نخافهم ،

ادينا لاسعة فيه بدونهم ، ان الاسلام دين شامل كامل لا حاجة للتاويل والد ندنة (ان الدين عندالله

١- تفسير البيضاوى ص ١٥٩

الاسلام) (آل عمران: ۱۹)
(ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه وهو فى الاخرة من الخسرين) (آل عمران: ۸۵) لقد ضعف ايماننا لدرجة سافلة لا سفلية بعدها. وقد بين الله كيدهم وحذرنا مكرهم وخداعهم، هم يحتلون اراضينا ومقدساتنا ويساعدون اعداءنا فى اسرائيل و ... ونحن نواليهم،
والى متى يكون هذا الذل والهوان والجبن والصغار على رؤوسنا.
والذى يوسف له ويخجل له الجبين ان جميع الدول الاسلامية ابتليت بهذا الداء العضال، مع العلم ان الكفر ملة واحدة وكل يريد هدم الاسلام من اصوله وقلعه من قواعده و جذوره (لا يرقبون فى مؤمن الا ولا ذمة) (التوبة: ۸) وقد راينا باعيننا ما ذا جرى فى البوسنة والهرسك و ما ذا يجرى على ساحة كشمير والشيشان و فلسطين و. و. لما ذا تدعمهم بالمال ونملا بنوكهم بثرواتنا ولم نرسل لهم البترول بكميات كبيرة، اهم يقتلوننا ونحن نواليهم ونواسيهم، لما ذا لا نلوم الامم المتحدة (امم الخبائث) (امم اعداء الانسانية عامة، وامم اعداء المسلمين خاصة، انما اللوم على جماعة طالبان الذين يؤمنون بالله وحده وينفذون احكام الشريعة الاسلامية و يامرون بالمعروف وينهون عن المنكر وياخذون على ايدى الطغاة الظالمين والجناة المجرمين ويساعدون المظلومين والمستضعفين ،
ايها المسلمون ان اعداءكم قد جمعوا لكم كل انواع الاسلحة، اعلامية وصحافية وقتالية، وما ذا فعلتم انتم نحوهم، والله يقول: (واعدوا لهم ما استطعتم من قوة) ( ) و يقول النبى صلى الله عليه وسلم: «الا ان القوة الرمى» لاشك ان جماعة طالبان ايدها الله، ولا اعنى بذلك، انها جماعة معصومة عن الاخطاء فالكل يخطئ ويصيب، بل كل ابن آدم خطاء وخير الخطائين التوابون كما ورد فى الحديث،
بقى الان ماالواجب علينا نحوهذه الجماعة: يجب علينا وعلى كافة المسلمين فى انحاء المعمورة ان نقدم لهم كل ما فى وسعنا من غال ونفيس وان نزورهم فى اقاليمهم لنرى حقيقة ما كتبته عنهم ثم نرى ما ذا علينا نحوهم، لما ذا لا لوم على حكمتيار الذى اراد التحالف مع الحكومة للمرة الثانية وقد قتل فى مدينة كابل وضواحيها اكثر من ستين الفا من الابرياء كيف وباى وجه يدخل مدينة كابل و كيف يلتقى بالارامل والولدان والمظلومين الذين شردهم وقتل ازواجهم و آباءهم وامهاتهم .. الخ
لما ذا لا يقبضون عليه ليقدموه للمحكمة الشرعية، لاشك فى ان دخوله لحب الزعامة بعد ما خسر اسلحته وعساكره وظن كل الظن انه سيبقى وحيدا جائراً وسيقتل ان لم يتحالف مع الحكومة، وكان عليه ان يتحالف مع الطالبان لان المؤمن لا يلدغ من حجر مرتين، باى دليل تقضى سنوات فى الحرب ثم يريد المصالحة ،
ان قصدى من هذه الاسطر اظهار الحقائق التى غفل عنها العالم باسره ولاصحح المفاهيم تجاه هذه الحركة، فهذه هى الحركة وتلك اهدافها السامية ينبغى للجميع ان يقفوا مع هؤلاء الطلبة (طلبة كتاب الله الكريم وخدمة سنة رسول الله عليه الصلاة والتسليم، وينبغى للجميع ان يحققوا فى الامور

(بقیہ ص ۶۳)

ماہنامہ الحق

جمادی الاول ۱۴۱۶ تا ربیع ا — اکتوبر ۱۹۹۵ء
جمادی الاول ۱۴۱۷ھ — ستمبر ۱۹۹۶ء
جلد ۔ 31

نقش آغاز (اداریہ)

وفیات

اصلاح و ارشاد، دعوت و تبلیغ، تصوف

فرق باطلہ کا تعاقب، مغربی تہذیب اور عالم اسلام

اسلامی تحریکات تاریخ وسوانح ۔

ادبیات

قرآنیات

احادیث نبوی اور سیرت رسول

اسلامی قوانین، فقہ اور اسلامی نظام حکومت و آئین

دینی مدارس، علم، علماء اور نصاب تعلیم

افکار و تاثرات

(بقیہ ص ۵۹)

كلها صغيرها وكبيرها ليكونوا على بصيرة من امر دينهم ولا ينبغي التسرع، لان كل احد سيكو مسئولا امام الله يوم لا ينفع مال ولا بنون الامن اتى الله بقلب سليم، ولا تزر وازرة وزر اخرى، ولا للذين يشكون في عقيدة طالبان ان يسافروا الى اقاليمهم ليروا ان ما كتبته عنهم صحيح ام لا، ويح الله الحق بكلماته ويقطع دابر الكافرين نسأل الله العفو والعافية والمعافاة الدائمة في الدين والدن والاخرة،

واساله جل وعلا ان يوفق هذه الحركة وان يجعلها في حفظه ورعايته وان يبارك في جهودها المتواصا لاعلاء كلمة الله وتطبيق جميع احكام الشريعة السمحاء و يوفق جميع ولاة المسلمين لتحكيم شرع الا في بلادهم ليعم بالنفع كل المسلمين كما اساله ان يجعلنا من الحامدين لجلاله والشاكرين لنعمه ف السروالعلن و ان يرزقنا التقوى والاخلاص في القول والعمل وحسن الاتباع وان يجنبنا الزلل والتقو بلا علم والتعصب لغير الحق والابتداع، انه تعالى سميع قريب مجيب الدعاء ، وصلى الله تعالى عل خيرة خلقه واكرم عباده سيدنا و نبينا وقائدنا محمد و على آله وصحبه واتباعه وسلم.

كتبه : ابو عاصم – من مدنية بشاور
ماجستير في التفسير وعلوم القرآن
من الجامعة الاسلامية
بالمدنية المنورة عام ١٤١٥هـ
صدر في يوم السبت ١٤ من ستمبر ١٩٩٦ء

Regd. No. P-90
Monthly **AL-HAQ** Akora Khatak.

طالبان کی مقدس تحریک کے حیرت انگیز نتائج

انیس صوبوں میں تمام حدود و قصاص سمیت مکمل شرعی نظام عملاً نافذ کر دیا گیا۔

ان تمام صوبوں میں بے مثال امن اور خوشحالی، خلافت راشدہ کی یادیں تازہ ہوگئیں۔

بے پردگی، گانا بجانا، تصویر، ٹی وی، وی سی آر، ڈش انیٹنا، رقص و سرود پر مکمل پابندی۔

حجاب لازم قرار دیا گیا۔ نیز یہ بھی کہ کوئی عورت بغیر شوہر یا محرم کے باپردہ بھی سفر نہیں کر سکتی۔

تمام دفاتر، بازاروں اور چوراہوں سے تصاویر کی لعنت ہٹا دی گئی تصویر اور ویڈیو ممنوع۔

راستوں پر قائم کردہ زنجیریں ہٹا دی گئیں اور ظالمانہ ٹیکس کا خاتمہ کر دیا گیا۔

ہیروئن، چرس، افیون و دیگر تمام نشہ آور اشیاء کی خرید و فروخت اور ان کی کاشت اور استعمال بند کر دیا گیا۔

شراب نوشی، سودی کاروبار، رشوت، بیمہ، انشورنس، قمار و دیگر غیر شرعی کاروبار بند کر دیے گئے

بیت المال کا تمام اسلحہ اور دیگر ساز و سامان جسے لوگ شیر مادر سمجھ کر خیانت کے مرتکب ہوئے تھے یکجا کر کے محفوظ کر لیے گئے، سرکاری زمینیں اور مکانات ناجائز قبضہ سے واگزار کرالی گئیں،

ذخیرہ اندوزی، اسمگلنگ، مہنگائی کا خاتمہ، تمام اشیاء کی قیمتیں غریب عوام کی دسترس میں آگئیں

اشیائے صرف کا نرخ اور کرائے متعین کر دیے گئے، عوام و خواص اور تجار پر خوشحالی اور رحمت الٰہیہ کی بارشیں۔

اِن صوبوں کے تمام گورنر اور جج صاحبان علماء کرام، عوام کو فوری انصاف فراہم کا انتظام و اہتمام

طلبہ کے اخلاص اور مقدس تحریک کی برکت سے تمام احزاب کے مخلص کمانڈر، مجاہدین اور عوام اپنی تنظیموں کے بتوں کو پاش پاش کر کے "لشکر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" میں شامل ہو چکے ہیں، یوں حزبیت، عصبیت و لسانیت کے بدبودار نعروں کا گلا دبا دیا گیا۔